بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 71

شمارہ 17

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 800روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50پاؤنڈیا
80ڈالرامریکن
یا 60یورو

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

26رمضان1443ہجری قمری • 28شہادت1401ہجری شمسی • 28اپریل2022ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَا نُرۡسِلُ الۡمُرۡسَلِیۡنَ اِلَّا مُبَشِّرِیۡنَ وَمُنۡذِرِیۡنَ ۚ فَمَنۡ اٰمَنَ وَاَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (سورۃ الانعام:49)

ترجمہ:اور ہم پیغمبر نہیں بھیجتے مگر اس حیثیت میں کہ وہ بشارت دینے والے اور انذار کرنے والے ہوتے ہیں۔ پس جو ایمان لے آئے اور اصلاح کرے تو ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ کوئی غم کریں گے۔

اخبار احمدیہ

الحمدللہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 22اپریل 2022 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

خدا کے حضور اس کی خشیت سے متاثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کر دیتا ہے

اِس بات کو کبھی اپنے دل سے محو نہ کرو کہ خدا تعالیٰ کے حضور اخلاص اور راستبازی کی قدر ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

آنسو کا ایک قطرہ بھی دوزخ کو حرام کر دیتا ہے

اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت اور اس کی خشیت کا غلبہ دل پر ہوا اور اس میں ایک رقت اور گدازش پیدا ہو کر خدا کیلئے ایک قطرہ بھی آنکھ سے نکلے، تو وہ یقیناً دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔ پس انسان اس سے دھوکہ نہ کھائے کہ مَیں بہت روتا ہوں۔ اس کا فائدہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ آنکھ دُکھنے آجائے گی اور یوں امراضِ چشم میں مبتلا ہو جائے گا۔

مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے حضور اس کی خشیت سے متاثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کر دیتا ہے لیکن یہ گریہ وبکا نصیب نہیں ہوتا جب تک کہ خدا کو خدا اور اس کے رسول کو رسول اور اس کی سچی کتاب پر اطلاع نہ ہو نہ صرف اطلاع بلکہ ایمان۔ طبیب جیسے ایک مریض کو جُلاب دیتا ہے اور اس کو ہلکے ہلکے دست آتے ہیں وہ مرض کو ضائع نہیں کرتے، جب تک کہ جگری دست نہ آویں۔ وہ اپنے ساتھ تمام مواد ردّیہ اور فاسدہ کو لے کر نکلتے ہیں اور ہر قسم کی عفونتیں اور زہریں جنہوں نے مریض کو اندر ہی اندر مضمحل اور مضطرب کر رکھا تھا اُن کے ساتھ نکل جاتی ہیں تب اُس کو شفا ہوتی ہے۔ اسی طرح پر جگری گریہ وبکا آستانہ الوہیت پر ہر ایک قسم کی نفسانی گندگیوں اور مُفسد مواد کو لے کر نکل جاتا ہے اور اس کو پاک وصاف بنا دیتا ہے۔ اہل اللہ کا ایک آنسو جو تَوۡبَۃُ النَّصوح کے وقت نکلتا ہے ہوا وہوس کے بندے اور ریاکاری اور ظلمتوں کے گرفتار کے ایک دریا بہا دینے سے افضل اور اعلیٰ ہے، کیونکہ وہ خدا کیلئے ہے اور یہ خَلق کیلئے یا اپنے نفس کے واسطے۔

اِس بات کو کبھی اپنے دل سے محو نہ کرو کہ خدا تعالیٰ کے حضور اخلاص اور راستبازی کی قدر ہے۔ تکلّف اور بناوٹ اُس کے حضور کچھ کام نہیں دے سکتے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 371، مطبوعہ 2018 قادیان)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رمضان کے چھوٹے ہوئے روزے

(1950) ابوسلمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: مَیں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، وہ کہتی تھیں: رمضان کے روزے مجھ پر واجب ہوتے تو مَیں انہیں پورا نہ کر سکتی مگر شعبان میں۔ یحییٰ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مشغولیت کی وجہ سے یا یہ کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشغول رہتیں۔

افطار کا وقت

(1954) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات اِدھر سے آجائے اور دن اُدھر سے پیٹھ موڑ کر چلا جائے اور سورج ڈوب جائے تو روزہ دار افطار کر چکا۔

افطار میں جلدی کرنا

(1957) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ بھلائی میں رہیں گے جب تک کہ وہ افطار میں جلدی کریں گے۔

(صحیح بخاری، جلد3، کتاب الصوم، مطبوعہ 2008ء قادیان)

وہ جو بیٹیوں کو بُرا سمجھتے ہیں ان کا یہ فعل نہایت ہی گندہ ہے

اگر بیٹیاں نہ ہوتیں تو وہ کس طرح پیدا ہوتے اور اگر آئندہ بیٹیاں نہ ہوں تو ان کے بیٹوں کی نسل کس طرح چلے

وہ کون سی کتاب ہے جس میں ابتداء ہی سے عورت کے حقوق کی حفاظت اور نگہداشت کی گئی ہو وہ صرف اور صرف قرآن مجید ہی ہے

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ نحل آیت 60 یَتَوَارٰی مِنَ الۡقَوۡمِ مِنۡ سُوۡٓءِ مَا بُشِّرَ بِہٖ ؕ اَیُمۡسِکُہٗ عَلٰی ہُوۡنٍ اَمۡ یَدُسُّہٗ فِی التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَحۡکُمُوۡنَ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

یعنی باوجود پدری محبت کے اس تذبذب میں پڑ جاتا ہے کہ ذلت برداشت کر کے لڑکی کو زندہ رہنے دے یا اس بے چاری کو زندہ درگور کر دے۔

اس بارہ میں یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ عام طور پر لوگوں کو یہ غلطی لگی ہوئی ہے کہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کا رواج عربوں میں عام تھا لیکن یہ بات نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر ان کے ملک میں لڑکیوں کی تعداد بہت کم ہو جانی چاہئے تھی۔ اصل بات یہ ہے کہ بے شک لڑکی کی پیدائش کو تو عرب کے سارے ملک میں ہی بُرا سمجھا جاتا تھا مگر ان کو زندہ دفن کرنے کا رواج عملاً صرف بعض بڑے بڑے اور متکبر لوگوں میں تھا۔ لڑکی کی پیدائش کو بُرا سمجھنا اَور بات ہے اور اسے زندہ درگور کر دینا اَور۔ آج تک لوگ لڑکی کی پیدائش کو عموماً بُرا سمجھتے ہیں اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ مگر انہیں مارتے چند ہی لوگ ہیں۔ عرب میں بھی یہ فعل مکہ میں بہت ہی کم ہوتا تھا۔ عام طور پر ان قبائل میں جو اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتے تھے یہ طریق رائج تھا اور وہ بھی بعض بڑے لوگوں میں۔ پس اس جگہ عام رسم کا ذکر نہیں بلکہ قوم کے عمائدین کے ایسے فعل کو بیان کیا گیا ہے جس کی نقل گو ساری قوم نہیں کرتی تھی مگر اسے ایک عزت کا فعل سب سمجھتے تھے۔

اَلَا سَآءَ مَا یَحۡکُمُوۡنَ میں بتایا ہے کہ وہ جو بیٹیوں کو بُرا سمجھتے ہیں ان کا یہ فعل نہایت ہی گندہ ہے اگر بیٹیاں نہ ہوتیں تو وہ کس طرح پیدا ہوتے اور اگر آئندہ بیٹیاں نہ ہوں تو ان کے بیٹوں کی نسل کس طرح چلے۔

قرآن کریم نے شروع سے ہی عورتوں کی عزت کو قائم کیا ہے اور ان کے حق کو تسلیم کیا ہے مگر باوجود اس کے اب تک یہ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں پر ظلم کیا بھلا وہ کون سی کتاب ہے جس میں ابتداء ہی سے عورت کے حقوق کی حفاظت اور نگہداشت کی گئی ہو۔ وہ صرف اور صرف قرآن مجید ہی ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد چہارم، صفحہ 185، مطبوعہ 2010 قادیان)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 8اپریل 2022ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ یو.کے 2013ء

خطاب بعد دوپہر جلسہ سالانہ یو.کے 2007ء

ایم.ٹی.اے العربیہ کے اجرا پر 15 سال مکمل ہونے پر سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

خطبہ جمعہ حضور انور بطرز سوال وجواب | نظم

اعلانات | نماز جنازہ حاضر وغائب

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی العَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

”قصیدۂ اعجازیہ“ کی مثل لانے پر مولوی ثناء اللہ کیلئے دس ہزار روپے کا پُرشوکت انعام

”یہ ایک عظیم الشان نشان ہے اِس لئے مَیں اِس نشان کو دس ہزار روپیہ کے انعام کے ساتھ مولوی ثناء اللہ اور اُس کے مددگاروں کے سامنے پیش کرتا ہوں“

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پُرشوکت انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب ”اعجازِ احمدی ضمیمہ نزول المسیح“ رُوحانی خزائن جلد 19 سے پیش کررہے ہیں۔ خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ کتاب اعجازِ احمدی کے تعارف میں فرماتے ہیں :

”مُدّ، ضلع امرتسر میں ایک گاؤں ہے۔ میاں محمد یوسف صاحب احمدی اپیل نویس بکٹ گنج مردان جو اس گاؤں کے رہنے والے تھے جب اُن کے بھائی میاں محمد یعقوب صاحب سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تو گاؤں والوں نے اُن کی سخت مخالفت کی اور ان کا مکمل بائیکاٹ کر دیا تو انہوں نے اپنے بھائی میاں محمد یوسف صاحب کو مردان سے بلوایا اور آخر کار گاؤں والوں کے ساتھ یہ طے پایا کہ وہاں 29-30؍اکتوبر 1902ء کو مباحثہ ہو اور میاں محمد یوسف صاحب کے اصرار پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی سید محمد سرور شاہ صاحبؓ اور مولوی عبداللہ صاحب کشمیریؓ کو وہاں بھجوا دیا اور دوسری طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مناظر مقرر ہوئے۔ مُدّ کی آبادی اُن دنوں دو اڑھائی سو کے قریب تھی مگر ارد گرد دیہات سے شامل ہونے والے غیر احمدیوں کی تعداد چھ سات سو تک پہنچ گئی۔ مگر احمدی صرف تین چار تھے۔ مباحثہ ہوا۔ مباحثہ کے دو دن بعد مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب مع اپنے دوستوں کے 2 نومبر 1902ء کو واپس قادیان پہنچ گئے اور مباحثہ کی مفصل روئیداد حضرت اقدسؑ کو سنا دی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے دورانِ مباحثہ میں ایک یہ اعتراض کیا تھا کہ مرزا صاحب کی ساری پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔ دوسرے یہ کہا تھا کہ مَیں مرزا صاحب سے مباہلہ کیلئے تیار ہوں۔ تیسرے حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کے اس مطالبہ کے جواب میں کہ اگر حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا سمجھتے ہو تو اعجاز المسیح کا جواب کیوں نہ لکھا، کہا تھا کہ مَیں چاہوں تو بڑی آسانی سے اس کا جواب لکھ سکتا ہوں۔ اس لئے حضرت اقدسؑ نے مناسب خیال فرمایا کہ اِن باتوں کا جواب دیا جائے۔“

چنانچہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اعتراضات کے جواب میں کتاب ”اعجازِ احمدی ضمیمہ نزول المسیح“ تالیف فرمائی اور ثناء اللہ کے تمام اعتراضات کا علم و معرفت سے بھرپور جواب دیا۔ آپؑ نے اعجازِ احمدی میں تین انعامی چیلنج بھی دیئے۔

(1) پہلا چیلنج آپؑ نے یہ دیا کہ اگر مولوی ثناء اللہ یا مولوی محمد حسین یا کوئی پادری حضرت مسیح علیہ السلام پر یہود کے لگائے گئے اعتراضات کا جواب دے دیگا تو اُسے ایک سو روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

(2) مولوی ثناء اللہ نے مباحثہ مدّ میں کہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔ اس پر آپؑ نے مولوی ثناء اللہ کو چیلنج دیا کہ وہ جتنی میری پیشگوئیوں کو جھوٹا ثابت کرتے جائیں گے ہر پیشگوئی کے عوض اُنہیں ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔

(3) آپؑ نے اعجازِ احمدی میں ایک قصیدہ 533 اشعار پر مشتمل فصیح و بلیغ عربی میں شائع کیا اور اس کے متعلق مولوی ثناء اللہ امرتسری کو چیلنج دیا کہ اگر وہ اس جیسا قصیدہ لکھ دیں تو اُنہیں دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

اوّل الذکر دو انعامی چیلنجوں کا ذکر ہم قبل ازیں کر چکے ہیں اس شمارہ میں ہم تیسرے نمبر کے چیلنج کا ذکر کرینگے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے کہا تھا کہ مَیں اعجاز المسیح جیسی کتاب لکھ سکتا ہوں۔ اعجاز المسیح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ معرکۃ الآراء کتاب ہے جس میں آپؑ نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر فصیح و بلیغ عربی میں لکھی ہے اور پیر مہر علی شاہ کو خصوصاً اور ان کے علاوہ تمام مولویوں کو اس جیسی کتاب لکھنے پر دس ہزار روپے کا انعامی چیلنج دیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم مولوی ثناء اللہ امرتسری سے اعجاز المسیح کی مثل لانیکا مطالبہ نہیں کرینگے کیونکہ اگر ہم ان سے اعجاز المسیح کی مثل لانیکا مطالبہ کریں تو ہوسکتا ہے وہ یہ عذر کریں کہ یہ کتاب تم نے پہلے سے لکھ رکھی تھی، اس صورت میں ہمارے لئے ثبوت مہیا کرنا مشکل ہوگا۔ لہٰذا آپؑ نے مناسب سمجھا کہ مولوی ثناء اللہ کی عربی دانی کا امتحان کسی اور طریق پر لیا جائے۔ چنانچہ آپؑ نے یہ طریق اختیار فرمایا کہ مباحثہ مدّ کے چار چھ روز بعد ہی اس مباحثہ کی رُوداد پر مشتمل آپؑ نے ایک قصیدہ فصیح و بلیغ عربی میں تحریر فرمایا اور اس کی مثل لانے پر مولوی ثناء اللہ امرتسری کیلئے دس ہزار روپے کا پُرشوکت انعام رکھا۔ ظاہر ہے کہ مولوی ثناء اللہ اب یہ عذر ہرگز پیش نہیں کر سکتے تھے کہ یہ قصیدہ پہلے سے لکھ کر رکھ لیا گیا تھا اور اس پر کافی وقت لگایا گیا ہے اور ہمیں وقت کم دیا جارہا ہے۔ یہ پُرشوکت چیلنج ہم ذیل میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

غلطی نکالنا اُس شخص کا حق ہے جو اوّل لیاقت اپنی ثابت کرے
مولوی محمد حسین نے جو غلطی نکالی تو چاہِ ندامت میں ایسے غرق ہوئے کہ پھر نکل نہ سکے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

”مُدّ کے مباحثہ میں جب ہمارے مخلص دوست سیّد محمد سرور شاہ صاحب نے اعجاز المسیح کو جو میری عربی کتاب ہے بطور نشان کے پیش کیا کہ یہ ایک معجزہ ہے اور اس کی نظیر پر مخالف قادر نہیں ہوئے تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے مولوی محمد حسین بٹالوی کا حوالہ دیکر کہا کہ اُنہوں نے اعجاز المسیح کی غلطیوں کے بارے میں ایک لمبی فہرست تیار کی ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ تیار کی ہوگی مگر وہ ایسی ہی فہرست ہوگی جیسا کہ پہلے مولوی صاحب موصوف نے میرے ایک فقرے پر اعتراض کیا تھا کہ عجب کا لام صلہ نہیں آتا اور اس پر بہت زور دیا تھا اور جب اُن کو کئی قدیم استادوں اور جاہلیت کے شاعروں کے شعر بلکہ بعض حدیثیں دکھلائی گئیں جن میں لام صلہ آیا تھا تو پھر مولوی صاحب چاہِ ندامت میں ایسے غرق ہو گئے کہ کوئی انکا ادیب رفیق بھی اِس کنوئیں سے اُنکو نکال نہ سکا۔ (اعجازِ احمدی رُوحانی خزائن جلد 19 صفحہ 143)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

غرض مولوی محمد حسین صاحب کی عربی دانی کے ہم آج سے قائل نہیں بلکہ اُسی وقت سے ہم قائل ہیں جب اُنہوں نے فرمایا تھا کہ عجب کا صلہ ہرگز لام نہیں آتا ایسے متبحر فاضل نے اگر اعجاز المسیح کی غلطیوں کی ایک لمبی فہرست تیار کی ہو تو ہمیں اس سے کب انکار ہے ضرور تیار کی ہوگی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو معلوم ہوگا کہ پہلا نشانہ عربی کے مقابلہ کا یہی فاضل صاحب ہیں جن کو مَیں نے لکھا تھا کہ فی غلطی ہم آپ کو پانچ روپیہ انعام دے سکتے ہیں بشرطیکہ اوّل آپ اپنا عربی دان ہونا ثابت کر دیں اور وہ اِس طرح پر کہ میرے زانو بزانو بیٹھ کر کسی آیت کی تفسیر ایک جزو یا دو جزو تک عربی فصیح میں لکھیں پھر بعد اس کے آپ کی طرف سے کوئی آواز نہیں آئی۔ ہر ایک انسان سمجھ سکتا ہے کہ غلطی نکالنا اُس شخص کا حق ہے جو اوّل لیاقت اپنی ثابت کرے ورنہ صرف بکواس ہے۔ اگر مثلاً کوئی شخص فن عمارت سے جاہل محض ہو اور یہ کہتا پھرے کہ اس ملک کے معمار اپنے کام میں غلطی کرتے ہیں تو کیا وہ اِس لائق نہیں ہوگا کہ اُس کو کہا جائے کہ اے نادان تُو تو ایک اینٹ بھی موزون طور پر لگا نہیں سکتا تو ان معماروں پر کیوں اعتراض کرتا ہے جن کے ہاتھ سے بہت سی عمارتیں طیار موجود ہیں۔ (ایضاً صفحہ 145)

یہ قصیدہ خدا کی تائید کا ایک بڑا نشان ہے تا وہ مخالف کو شرمندہ اور لاجواب کرے
اِس لئے مَیں اِس نشان کو دس ہزار روپیہ کے انعام کے ساتھ پیش کرتا ہوں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اب یاد رہے کہ اگرچہ مَیں اب تک عربی میں سترہ کے قریب بے مثل کتابیں شائع کر چکا ہوں جن کے مقابل میں اِس دس برس کے عرصہ میں ایک کتاب بھی مخالفوں نے شائع نہیں کی۔ مگر آج مجھے خیال آیا کہ چونکہ وہ کتابیں صرف عربی فصیح بلیغ میں ہی نہیں بلکہ ان میں بہت سے قرآنی حقائق معارف ہیں اِس لئے ممکن ہے کہ وہ لوگ یہ جواب دیں کہ ہم حقائق معارف سے ناآشنا ہیں اگر صرف عربی فصیح میں نظم ہوتی جیسے عام قصائد ہوتے ہیں تو ہم بلاشبہ اس کی نظیر بنا سکتے اور نیز یہ بھی خیال آیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے اگر صرف کتاب اعجاز المسیح کی نظیر طلب کی جائے تو وہ اس میں ضرور کہیں گے کہ کیونکر ثابت ہو کہ ستر دِن کے اندر یہ کتاب تالیف کی گئی ہے اور اگر وہ یہ حجت پیش کریں کہ یہ کتاب دو برس میں بنائی گئی ہے اور ہمیں بھی دو برس کی مُہلت ملے تو مشکل ہوگا کہ ہم صفائی سے انکو ستر دن کا ثبوت دے سکیں۔ ان وجوہات سے مناسب سمجھا گیا کہ خدا تعالیٰ سے یہ درخواست کی جائے کہ ایک سادہ قصیدہ بنانے کیلئے روح القدس سے مجھے تائید فرماوے جس میں مباحثہ مُدّ کا ذکر ہو۔ تا اِس بات کے سمجھنے کیلئے دقّت نہ ہو کہ وہ قصیدہ کتنے دن میں طیار کیا گیا ہے۔ سو مَیں نے دُعا کی کہ اَے خدائے قدیر مجھے نشان کے طور پر توفیق دے کہ ایسا قصیدہ بناؤں اور وہ دُعا میری منظور ہوگئی اور روح القدس سے ایک خارق عادت مجھے تائید ملی اور وہ قصیدہ پانچ دن میں ہی مَیں نے ختم کرلیا۔ کاش اگر کوئی اور شغل مجبور نہ کرتا تو وہ قصیدہ ایک دن میں ہی ختم ہو جاتا۔ کاش اگر چھپنے میں کسی قدر دیر نہ لگتی تو 9 نومبر 1902 تک وہ قصیدہ شائع ہوسکتا تھا۔

یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جس کے گواہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں کیونکہ قصیدہ سے خود ثابت ہے کہ یہ اُن کے مباحثہ کے بعد بنایا گیا ہے اور مباحثہ 29؍اور 30؍اکتوبر 1902ء کو ہوا تھا اور ہمارے دوستوں کے واپس آنے پر 8؍نومبر 1902ء کو اِس قصیدہ کا بنانا شروع کیا گیا اور 12؍نومبر 1902ء کو معہ اِس اُردو عبارت کے ختم ہو چکا تھا۔ چونکہ مَیں یقین دِل سے جانتا ہوں کہ خدا کی تائید کا یہ ایک بڑا نشان ہے تا وہ مخالف کو شرمندہ اور لاجواب کرے۔ اِس لئے مَیں اِس نشان کو دس ہزار روپیہ کے انعام کے ساتھ مولوی ثناء اللہ اور اُس کے مددگاروں کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ اگر وہ اسی میعاد میں یعنی پانچ دن میں ایسا قصیدہ معہ اِسی قدر اُردو مضمون کے جواب کے جو وہ بھی ایک نشان ہے بنا کر شائع کر دیں تو مَیں بلاتوقف دس ہزار روپیہ اُن کو دے دوں گا۔ چھپوانے کیلئے ایک ہفتہ کی اُن کو اور مہلت دیتا ہوں یہ کل باراں دن ہیں اور دو دن ڈاک کیلئے بھی اُن کا حق ہے۔ پس اگر اس تاریخ سے کہ یہ قصیدہ اور اُردو عبارت اُن کے پاس پہنچے چوداں دن تک اسی قدر اشعار بلیغ فصیح جو اس

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

"اللہ جل شانہ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کیلئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا، جب کوئی شخص بکاوزاری سے اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے، تو وہ مولائے کریم اس کو پاکیزگی وطہارت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اپنی عظمت کا غلبہ اس پر اس قدر کر دیتا ہے کہ بے جا کاموں اور ناکارہ حرکتوں سے وہ کوسوں بھاگ جاتا ہے" (حضرت مسیح موعودؑ)

رمضان المبارک میں دعا کی اہمیت نیز قبولیتِ دعا کے عوامل وشرائط پر سیر حاصل بیان

خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو اس رمضان کو ہمیشہ اپنی قبولیت دعا کا ذریعہ بنالیں، اللہ تعالیٰ کے حقیقی عبد بننے والے ہوں، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والے ہوں، اپنے ایمان کو کامل کرنے والے ہوں

آیتِ قرآنی وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا کا دعاؤں کی قبولیت سے لطیف تعلق

دنیا کے حالات کے پیشِ نظر دعاؤں کی تحریک "اللہ تعالیٰ دنیا کو تباہ کاریوں سے بچائے اور ان کو عقل دے کہ یہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچاننے والے ہوں"

بدری صحابہ کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد فرمودہ معرکہ آرا خطباتِ جمعہ پر مشتمل ایم.ٹی.اے کی تیار کردہ ویب سائٹ www.313companions.org کا اجرا

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 8 اپریل 2022ء بمطابق 8 شہادت 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (البقرۃ: 187) اس آیت کا ترجمہ ہے: اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً مَیں قریب ہوں۔ مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہیے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے رمضان کے مہینے سے ہم گزر رہے ہیں۔ یہ مہینہ دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں خاص رحمت سے دعاؤں کو قبول کرنے کا اعلان فرما دیا ہے، اپنے فیضِ خاص کا چشمہ جاری فرما دیا ہے کیونکہ اس میں انسان اپنا ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے کرتا ہے۔ حتیٰ کہ کھانا پینا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور ایک مقررہ وقت میں کرتا ہے۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنت کے دروازے اس مہینے میں کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ اس مہینے میں شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل شہر رمضان، حدیث 2495)

پس یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے سامان ہمارے لیے مہیا فرما دیتا ہے جس میں ہم اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کا سامان کر سکتے ہیں۔ یہ ہماری بدقسمتی ہوگی کہ ایسے حالات اللہ تعالیٰ کی طرف سے میسر آنے کے بعد بھی ہم اس سے فیض نہ پا سکیں۔ کیا دنیا میں رمضان کے مہینے میں زانی، ڈاکو، چور، فاسق، فاجر اپنے کام نہیں کرتے؟ کرتے ہیں اور یقیناً کرتے ہیں۔ اگر ہر ایک کا شیطان جکڑ دیا جائے تو پھر وہ یہ شیطانی کام کیوں کریں۔ یہ نصیحت ہے مومنوں کو، اُن لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کا قرب پانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے میں اس لیے کہ تم میرے کہنے سے اپنے آپ کو جائز کام سے بھی روک رہے ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ عام حالات میں جو شیطان کو کھلی چھٹی ہے جیسا کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے مہلت مانگی تھی کہ دائیں بائیں آگے پیچھے سے انسان پر حملہ کرے اور اسے ورغلا کر اپنے پیچھے چلائے اسے آج میں نے ان لوگوں کیلئے جکڑ کر باندھ دیا ہے یا رمضان کے مہینے میں اسے باندھ دیا ہے اور ان لوگوں کو مکمل اپنی حفاظت کے حصار میں لے لیا ہے جو میری خاطر روزہ رکھ رہے ہیں، اپنے کھانے پینے کو کم کر رہے ہیں، اپنی روحانیت میں بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مادی خوراک کو کم کر کے روحانی خوراک میں اضافہ کر رہے ہیں یا کوشش کر رہے ہیں اور یہی رمضان کی روح ہے، روزے کی روح ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات، جلد 9، صفحہ 123)

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے شیطان کو مکمل طور پر جکڑ دیتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ روزے دار کی جزا میں خود ہو جاتا ہوں۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ، حدیث 7492) کتنی بڑی خوشخبری ہے۔ پس ہمیں اس سے فیض پانے کی کوشش کرنی چاہیے اور جنت کے دروازے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے کھولے ہیں ان میں ہر دروازے سے داخل ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کی اس بات کے نیچے آنے والے بن جائیں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے تمہارے بھوکا پیاسا رہنے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اگر تم نے صبح سحری کھالی اور شام کو افطاری کھالی اور رات اور دن میں جو نیکیاں کرنے کی تم سے توقع کی جاتی تھی وہ نہ کیں تو یہ بھوکا پیاسا رہنا، سارا دن کچھ کھانا پینا نہ کرنا نہ تمہیں کوئی فائدہ دے گا نہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے اس بھوکا پیاسا رہنے سے کوئی غرض ہے۔ یہ پیغام ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملا۔
(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ فی الصوم، حدیث 1903)

پس ہمیں اس روح کو سمجھنے اور اسکے مطابق اپنی زندگیوں کو گزارنے کی ضرورت ہے جو رمضان کا مقصد ہے۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے یہ رمضان کی فرضیت اور احکامات اور روزوں کی اہمیت کے بارے میں بیان کی جانے والی آیات کے بیچ میں آنے والی آیت ہے اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ دعاؤں کی قبولیت کے طریق یا کِن لوگوں کی دعا قبول ہوتی ہے ان کے بارے میں بیان فرما رہا ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں بیان فرما رہا ہے جو عباد الرحمٰن ہیں، عباد الرحمٰن بننا چاہتے ہیں، شیطان کے چنگل سے نکلنا چاہتے ہیں، اپنی دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دیکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شروع ہی اس طرح فرمایا کہ جب میرے بندے اے رسول! تجھ سے سوال کریں اور پوچھیں کہ ہمارا خدا کہاں ہے؟ ایک عاشق کی طرح بے چین ہو کر سوال کریں، اللہ تعالیٰ کو پانے کیلئے ہر کوشش کرنے کا بے چینی سے اظہار کریں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان سے کہہ دو گھبراؤ نہیں۔ مَیں تمہارے قریب ہی ہوں۔ پس پہلی بات یا شرط تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پانے کیلئے اللہ تعالیٰ کا بندہ بننے کی لگا دی۔

اگر انسان خدا تعالیٰ کا بندہ بننے کا حق ادا کرنے والا بن جائے تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس کی پکار بھی سنتا ہوں، اس کے شیطان کو جکڑ دیتا ہوں۔ جب بھی شیطان حملہ آور ہو میں مدد کیلئے آجاتا ہوں۔ صرف سال کا ایک مہینہ نہیں جو رمضان کا مہینہ ہے بلکہ ہمیشہ ایسے شخص کو شیطان کے حملے سے بچاؤں گا بشرطیکہ میری بندگی کا حق ادا کرو، میرے حکموں کو مستقل مانو۔ صرف رمضان کے مہینے میں ہی نیکیاں نہ بجالاؤ بلکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرو۔ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرو، اپنے ایمان کو پختہ کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری تمام صفات پر کامل یقین اور ایمان رکھو۔ پھر دیکھو کس طرح قبولیتِ دعا کے نظارے بھی تم دیکھتے ہو اور اپنی زندگیوں کو اس طرح ڈھالنے والے ہی حقیقی رشد اور ہدایت پانے والے ہیں۔ پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو اس رمضان کو اپنی قبولیت دعا کا ہمیشہ ذریعہ بنالیں۔

اللہ تعالیٰ کے حقیقی عبد بننے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والے ہوں۔ اپنے ایمان کو کامل کرنے والے ہوں۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی ہے جنہوں نے ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے راستے اور دعا کی قبولیت کے راستے اور طریق دعا دکھائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر فرماتے ہیں "اللہ جل شانہ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کیلئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا۔ جب کوئی شخص بکاوزاری سے اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ مولائے کریم اس کو پاکیزگی وطہارت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اپنی عظمت کا غلبہ اس پر اس قدر کر دیتا ہے کہ بے جا کاموں اور ناکارہ حرکتوں سے وہ کوسوں بھاگ جاتا ہے۔"
(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 438، ایڈیشن 1984ء)

پھر اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ قبولیت دعا کیلئے کیسی حالت پیدا کرنے کی ضرورت ہے، کیا لوازمات ہیں جو قبولیت دعا کیلئے ضروری ہیں، اللہ تعالیٰ کا عبد بننے کیلئے ضروری ہیں آپ فرماتے ہیں کہ "یہ سچی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔

اس لیے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے۔ اور یہی معنی اس دعا "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" کے ہیں۔" فرمایا "پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد، اعمال میں نظر کرے۔" اپنے اعتقاد پہ، اپنے

اعمال پہ نظر کرے’’ کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے۔ وہ کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے کہ جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ اس مقام پر ذرا خاص غور کریں جو کہتے ہیں کہ جب دعا ہوئی تو اسباب کی کیا ضرورت ہے۔’’ دعا کر لی اس لیے عمل کی ضرورت کوئی نہیں، سامانوں کی ضرورت کوئی نہیں، کوشش کی ضرورت کوئی نہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ’’ وہ نادان سوچیں کہ دعا بجائے خود ایک مخفی سبب ہے جو دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔’’ (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 124، ایڈیشن 1984ء) دعا تو خود ایک سبب ہے، چھپا ہوا سبب ہے، اور دوسرے سبب کو، اسباب کو پیدا کرنے کی وجہ بنتی ہے۔

پس قبولیت دعا کیلئے، اللہ تعالیٰ کا عبد بننے کیلئے یہ ضروری ہے کہ انسان کوشش کر کے اللہ تعالیٰ سے ایک تو اس کا فضل مانگے اور فضل یہ ہے کہ بکا و زاری کر کے اسکے بندوں میں شامل ہو اور اس کیلئے کوشش کرے۔ یہ دعا کرے کہ مجھے اپنے بندوں میں شامل کر لے۔ ان بندوں میں جو اعتقاد اور اعمال کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے خالص بندے ہیں۔ وہ دعا کرنے سے پہلے اپنے عمل کو بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے اور ان بندوں میں شامل ہو جن کے ایمان غیر متزلزل ہیں اور پکے اور مضبوط ہیں۔ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میں یہ طاقت ہے کہ وہ مٹی کے ذرّے کو بھی سونا بنا سکتا ہے۔ وہ یہ طاقت رکھتا ہے کہ انتہائی بگڑے ہوؤں کو بھی اپنے عباد میں شامل کر لے۔ ان کو اپنے راستے دکھائے اور پھر وہ خدا تعالیٰ کی طرف چلنے والے راستوں پر چلنے والے بن جائیں۔ اس مضمون کو بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے کہ میرے راستے پر چلنے کیلئے جہاد کرنے والوں کو میں اپنا راستہ دکھاتا ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت: 70) یعنی وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھاتے ہیں۔ پس یہ رمضان کا مہینہ خاص طور پر اس جہاد کا مہینہ ہے۔ اس میں ہمیں بھرپور کوشش کرنی چاہیے، ایک جہاد کرنا چاہیے کہ ہم خدا تعالیٰ کے اُن بندوں میں شامل ہو جائیں جو اللہ تعالیٰ کے عباد میں شامل ہیں، اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جن کے اللہ تعالیٰ قریب ہے۔ اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جن کی دعائیں اللہ تعالیٰ سنتا ہے۔ اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے لوگ ہیں۔ اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جن کو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر کامل ایمان اور یقین ہے۔ اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جو حقیقی ہدایت یافتہ ہیں۔ اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جن کا شیطان ہمیشہ کیلئے جکڑا جاتا ہے لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے ظاہر ہے اس کیلئے پہلے ہمیں جہاد کی ضرورت ہے۔ اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق بنانے کی ضرورت ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف مواقع پر ہماری راہنمائی فرمائی، مختلف زاویوں سے راہنمائی فرمائی۔ چنانچہ ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں’’ بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ جو شخص نہایت لاپروائی سے سستی کر رہا ہے وہ ایسا ہی خدا کے فیض سے مستفیض ہو جائے جیسے وہ شخص کہ جو تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص سے اس کو ڈھونڈتا ہے۔ اسی کی طرف ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہ ہے وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ان کو بالضرور اپنی راہیں دکھلا دیا کرتے ہیں۔’’ (براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 566-567، حاشیہ نمبر 11)

پس واضح فرما دیا کہ لاپروائی اور سستی دکھانے والے کیلئے ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اس کو بھی ان لوگوں میں شامل کر لے جو اپنی تمام تر طاقتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی کوشش کرتے ہیں، ایک جہاد کرتے ہیں۔

لوگ سوال کرتے ہیں، خطوں میں مجھے لکھ دیتے ہیں کہ ہم نے بہت دعا کی ہے لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ پس جو یہ کہتے ہیں وہ غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ غلط نہیں۔ جس کو انسان اپنی طرف سے بہت دعا کا معیار سمجھ رہا ہوتا ہے ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس میں بھی کمی ہو اور ابھی اسے مزید جہاد کی ضرورت ہو۔ پھر اپنے طریقِ دعا کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ فرما رہے ہیں کہ جو شخص اپنی تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص کے ساتھ اسے ڈھونڈ رہا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم اسے بالضرور اپنی راہیں دکھلا دیا کرتے ہیں۔ پس ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ہم نے اپنی عقل کے مطابق، اپنی تمام تر صلاحیتوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کر لیا ہے کہ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ کہ میری بات پر لبیک کہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر مکمل عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تمام زور اس بات پر لگا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر بات پر لبیک کہنا ہے۔ پورے اخلاص و وفا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کر رہے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر ہمیں شکوہ نہیں کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کو نہیں سنا۔ پس دعاؤں کی قبولیت کیلئے بھی پہلے اپنی حالتوں کو بدل کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم بڑھانا ضروری ہے، جہاد کرنا ضروری ہے۔

بندے نے جہاد کی انتہا کیا کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے پر اتنا مہربان ہے کہ اس کی ذرا سی کوشش کو ہی وہ اس کا جہاد سمجھ کر نواز دیتا ہے۔ اس کی رحمانیت جو ہر چیز پر حاوی ہو جاتی ہے تو پھر بندے کا جہاد بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اس کو بھی آسان کر دیتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ میری طرف ایک قدم چل کر آتا ہے تو میں دو قدم چل کے آتا ہوں، اس کی طرف بڑھتا ہوں۔ جب وہ چل کر میری طرف آ رہا ہوتا ہے، تیز چل کے آ رہا ہوتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف آتا ہوں۔

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء......، باب فضل الذکر والدعاء والتقرب الی اللہ تعالیٰ، حدیث 6833)

پس خدا تعالیٰ تو ہم پر اتنا مہربان ہے لیکن بات وہی ہے کہ اخلاص و وفا شرط ہے۔ یہ نہیں کہ رمضان میں تو دعویٰ کریں کہ ہم نمازیں پڑھیں گے، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کریں گے، حقوق اللہ بھی ادا کریں گے اور حقوق العباد بھی ادا کریں گے اور رمضان میں یہ کرتے بھی رہیں لیکن رمضان گزرنے کے بعد پھر خدا تعالیٰ کو اور اس کے احکامات کو بھول جائیں۔

دنیاداری ہم پر غالب ہو جائے تو پھر خدا تعالیٰ پر یہ شکوہ نہیں ہونا چاہیے کہ خدا تعالیٰ تو یہ کہتا ہے کہ میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں اور مَیں نے تو رمضان میں اللہ تعالیٰ کو بہت پکارا ہے لیکن میری دعائیں تو نہیں سنی گئیں۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ اسے یہ بھی پتہ ہے کہ انسان نے اپنا عہدِ وفا نبھانے کے پہلے بھی وعدے کیے اور توڑ دیے اور اب یہ صرف رمضان میں ہی نیکیوں کی طرف توجہ کر رہا ہے تو پھر ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ جو چاہے وہ سلوک کرتا ہے لیکن یہ بھی ہے کہ بعض دفعہ ایسے لوگوں کی بھی بعض دعائیں اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے تا کہ انہیں پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہر وقت جھکے رہنا چاہیے۔ پس اللہ تعالیٰ تو بندے پر ظلم نہیں کرتا۔ وہ تو اُسے ہر وقت اپنے پیار کی آغوش میں لینے کی کوشش کرتا ہے۔ اُسے تو اپنے بندے کے اپنی طرف آنے اور خالص ہو کر اس کی باتیں ماننے کی اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی ایک ماں کو اپنے گمشدہ بچے کے ملنے کی خوشی ہوتی ہے یا جس طرح ایک مسافر کو ریگستان میں اپنے سامان سے لدے ہوئے اونٹ کے گم جانے کے بعد اسکے ملنے سے خوشی ہوتی ہے۔ پس یہ مثالیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دے دے کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تو اس طرح خوشی ہوتی ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد......، حدیث 5999، کتاب الدعوات، باب التوبۃ، حدیث 6309)

پس یہ ہم ہی ہیں جو خدا تعالیٰ کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں اور پھر شکوہ بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں نہیں سُنیں۔ پس ہمیں اس لحاظ سے اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ یہ عہد کرنا چاہیے کہ ہم اس رمضان کو خدا تعالیٰ کو پانے کا ذریعہ بنائیں گے۔ اس کے حکموں پر چلنے کی بھرپور کوشش کریں گے۔

جیسے بھی حالات ہم پر گزریں، جتنا لمبا عرصہ بھی ہمیں جہاد کرنا پڑے اللہ تعالیٰ کے پیار اور قرب کو حاصل کرنے کیلئے ہم یہ جہاد کرتے چلے جائیں گے۔ اپنے ایمانوں کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی کوشش کرتے چلے جائیں گے۔ اگر ایسی حالت ہم اپنے پر طاری کرنے والے بن جائیں تو قبولیتِ دعا کے معجزات بھی ہم دیکھنے والے ہوں گے اور یہ باتیں نہیں بلکہ یہ مقام لوگ حاصل کرتے رہے ہیں اور اب بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں’’ اس آیت کو نازل ہوئے تیرہ سو برس گذر گیا ہے اور کچھ شک نہیں کہ برطبق مضمون اس آیت کے ہر یک جو اس عرصہ میں مجاہدہ کرتا رہا ہے وہ وعدہ لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سے حصہ مقسومہ لیتا رہا ہے اور اب بھی لیتا ہے اور آئندہ بھی لے گا۔’’ (الحق مباحثہ دہلی، روحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 192)

پس ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فیض سے حصہ لینے والے بنیں اور کبھی اپنا جہاد جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے جہاد ہے، جو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کا جہاد ہے، جو قرآن کریم کے سات سو یا زیادہ حکموں پر چلنے کا جہاد ہے، جو ایمان کو کامل کرنے کا جہاد ہے، جو اللہ تعالیٰ کی صفات کو حاصل کرنے کا جہاد ہے کبھی اسے کم نہ ہونے دیں۔ ہمارا ہر قدم ترقی کی طرف بڑھنے والا قدم ہو اور یہ رمضان ہمارے اس جہاد کا سنگ میل ہو۔

اس مضمون کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ اَور اقتباسات اور حوالے بھی پیش کرتا ہوں۔ یہ ایسا مضمون ہے کہ جس کو بار بار سن کر سمجھنے کی ضرورت ہے اور اگر یہ ہماری زندگیوں کا حقیقت میں حصہ بن جائے تو ایک انقلاب ہم دنیا میں پیدا کر سکتے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ’’ جس طرح ہماری دنیوی زندگی میں صریح نظر آتا ہے کہ ہمارے ہر ایک فعل کیلئے ایک ضروری نتیجہ ہے اور وہ نتیجہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ ایسا ہی دین کے متعلق بھی یہی قانون ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ ان دو مثالوں میں صاف فرماتا ہے اَلَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت: 70) فَلَمَّا زَاغُوۡۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ (الصّف: 6) یعنی جو لوگ اس فعل کو بجا لائے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی جستجو میں پوری پوری کوشش کی تو اس فعل کیلئے لازمی طور پر ہمارا یہ فعل ہوگا کہ ہم ان کو اپنی راہ دکھاویں گے اور جن لوگوں نے کجی اختیار کی اور سیدھی راہ پر چلنا نہ چاہا تو ہمارا فعل ان کی نسبت یہ ہوگا کہ ہم ان کے دلوں کو کج کر دیں گے۔’’

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن، جلد 10، صفحہ 389)

پس اس کو ایک اَور زاویے سے آپؑ نے پیش فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر ہماری راہ کو حاصل کرنے کیلئے تم جہاد کر کے ہمارا فیض پاتے ہو تو اس بات کو بھی یاد رکھو کہ اسکے منفی پہلو بھی ہیں کہ میری راہ پر نہیں چلو گے تو تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ دعاؤں کا قبول ہونا تو ایک طرف رہا اس کے نتیجہ میں، اللہ کے رستے پر نہ چلنے کے نتیجہ میں تم شیطان کی گود میں گر جاؤ گے اور شیطان کی گود میں گرا ہوا انسان پھر اپنی دنیا اور عاقبت دونوں خراب کرنے والا بن جاتا ہے۔ پس اس ارشاد میں جہاں خوشخبری ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ انذار بھی دے دیا ہے۔

پھر ایک اور جگہ آپؑ وضاحت فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ’’ انسان کے دل پر کئی قسم کی حالتیں وارد ہوتی رہتی ہیں۔ آخر خدا تعالیٰ سعید روحوں کی کمزوری کو دور کرتا ہے اور پاکیزگی اور نیکی کی قوت بطور موہبت عطا فرماتا ہے۔ پھر اس کی نظر میں وہ سب باتیں مکروہ ہو جاتی ہیں جو خدا تعالیٰ کی نظر میں مکروہ ہیں اور وہ سب راہیں پیاری ہو جاتی ہیں جو خدا تعالیٰ کو پیاری ہیں۔ تب اس کو ایک ایسی طاقت ملتی ہے جس کے بعد ضعف نہیں اور ایک ایسا جوش عطا ہوتا ہے جس کے بعد کسل نہیں۔ اور ایسی تقویٰ دی جاتی ہے کہ جس کے بعد معصیت نہیں۔ اور رب کریم ایسا راضی ہو جاتا ہے کہ جس کے بعد خطا نہیں۔ مگر یہ نعمت دیر کے بعد عطا ہوتی ہے۔ اوّل اوّل انسان اپنی کمزوریوں سے بہت سی ٹھوکریں کھاتا ہے اور اسفل کی طرف گر جاتا ہے مگر آخر اس کو صادق پا کر طاقتِ بالا کھینچ لیتی ہے۔’’ یعنی اللہ تعالیٰ کی طاقت اسے اپنی طرف کھینچتی ہے۔’’ اس کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جل شانہ فرماتا ہے وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا’’ عربی میں ہی آپؑ فرماتے ہیں کہ’’ یعنی نُثَبِّتُهُمۡ عَلَی التَّقۡوٰی وَالۡاِیۡمَانِ وَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَ الۡمَحَبَّةِ وَالۡعِرۡفَانِ۔ وَسَنُیَسِّرُهُمۡ لِفِعۡلِ الۡخَیۡرَاتِ وَتَرۡكِ الۡعِصۡیَانِ’’ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد 3، صفحہ 626) یعنی ہم ان کو تقویٰ اور ایمان پر ثابت قدم کر دیں گے اور ضرور انہیں محبت اور معرفت کے راستوں کی ہدایت دیں گے اور انہیں نیک اعمال بجالانے اور معصیت کو ترک کرنے کی توفیق دیتے رہیں گے۔

جیسا کہ میں نے کہا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا کے حوالے سے ہمیں مختلف پیرائے میں نصائح فرمائی ہیں اور علم وعرفان کے دروازے کھولے ہیں۔ اس حوالے میں جو بیان ہوا ہے انسانی فطرت کا نقشہ کھینچ کر تفصیل بیان فرمائی کہ انسان ایک حالت پر مستقل قائم نہیں رہ سکتا۔ اتار چڑھاؤ انسان کی طبیعت میں آتا رہتا ہے لیکن جو سعید فطرت ہے وہ اپنی کمزوری کی حالت سے بھی سبق حاصل کرتا ہے، توبہ واستغفار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتا ہے اور اپنی کمزوری پر شرمندہ ہو کر پھر اللہ تعالیٰ کی تلاش میں جہاد کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی محبت جوش میں آتی ہے، اس کی بخشش جوش میں آتی ہے اور وہ اپنے بندے کی طرف دوڑ کر آتا ہے اور اسے پاکیزگی اور نیکی کی قوت عطا فرماتا ہے اور جب انسان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکیزگی اور نیکی کی قوت پیدا ہو جاتی ہے تو پھر اس کا ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بن جاتا ہے۔

ہر قسم کی کمزوری وسستی سے وہ پاک ہو جاتا ہے۔ وہ تقویٰ پر چلنے والا بن جاتا ہے اور گناہوں سے بچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ایسی رضا حاصل کرنے والا ایسا انسان بن جاتا ہے کہ پھر اس سے ایسی غلطیاں سرزد ہی نہیں ہوتیں جو خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا لیکن یاد رکھو کہ اس حالت کو حاصل کرنے کے لیے مستقل مزاجی سے محنت کرنی پڑتی ہے۔ عارضی محنت نہیں مستقل محنت کی ضرورت ہے۔ اور پھر یہ نیکیاں اور دعاؤں کی قبولیت کے نظارے زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں۔

پھر ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرے گا ہم اس کو اپنی راہیں دکھلا دیں گے۔ فرمایا یہ تو وعدہ ہے اور ادھر یہ دعا بھی ہمیں سکھا دی کہ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ سو انسان کو چاہیے کہ اس کو مدنظر رکھ کر نماز میں بالحاح دعا کرے اور تمنا رکھے کہ وہ بھی ان لوگوں میں سے ہو جاوے جو ترقی اور بصیرت حاصل کر چکے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس جہان سے بے بصیرت اور اندھا اٹھایا جاوے۔ (ماخوذ از ملفوظات، جلد 1، صفحہ 20، ایڈیشن 1984ء)

پس اس مقام کو حاصل کرنے کیلئے جہاں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اپنے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ یہ دعا بھی ضروری ہے اور سورۂ فاتحہ پڑھتے وقت بار بار پڑھنی چاہیے کہ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ قادیان کا کسی نے ایک واقعہ بیان کیا ہوا ہے کہ کسی بزرگ کی نماز پڑھتے ہوئے کیسی حالت ہوتی تھی۔ وہ بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی مسجد مبارک کے ایک کونے میں کھڑے تھے، نماز پڑھ رہے تھے۔ بڑی خشیت طاری تھی، رقت طاری تھی اور بڑی دیر تک ہاتھ باندھ کے کھڑے ہیں۔ کہتے ہیں مجھے تجسّس پیدا ہوا کہ جا کے دیکھوں کیونکہ ہلکی ہلکی آواز بھی آرہی تھی کہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ تو بار بار وہ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ اور اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کو ہی دہراتے چلے جا رہے تھے اور رقّت طاری ہوئی ہوئی تھی۔ تو یہ وہ دعا ہے جو انسان کو اپنی ہدایت کیلئے بہت پڑھنی چاہیے۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’خدا تعالیٰ کا یہ سچا وعدہ ہے کہ جو شخص صدق دل اور نیک نیتی کے ساتھ اس کی راہ کی تلاش کرتے ہیں‘ وہ ان پر ہدایت اور معرفت کی راہیں کھول دیتا ہے۔‘‘ جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہم میں سے ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پر اپنی راہیں کھول دیتے ہیں۔ ہم میں ہو کر سے یہ مراد ہے کہ محض اخلاص اور نیک نیتی کی بناء پر خداجوئی اپنا مقصد رکھ کر‘‘ یہ مجاہدہ کرتے ہیں کہ خدا کو ہی ہم نے پانا ہے۔ کوئی خاص دنیاداری کا مقصد نہیں ہوتا۔ اصل چیز خدا کا مقصد ہے۔ اخلاص کے ساتھ خدا کو پانا مقصد ہے فرمایا ’’لیکن اگر کوئی استہزاء اور ٹھٹھے کے طریق پر آزمائش کرتا ہے وہ بدنصیب محروم رہ جاتا ہے۔‘‘ فرمایا ’’پس اسی پاک اصول کی بناء پر اگر تم سچے دل سے کوشش کرو اور دعا کرتے رہو تو وہ غفورٌ رحیم ہے لیکن اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی پروا نہیں کرتا وہ بے نیاز ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 6، صفحہ 439، ایڈیشن 1984ء) یعنی اللہ تعالیٰ کو بھی تمہاری کوئی پروا نہیں ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’جس قدر کاروبار دنیا کے ہیں سب میں اول انسان کو کچھ کرنا پڑتا ہے۔‘‘ جو بھی دنیا کے کاروبار ہیں پہلے انسان کو کوشش کرنی پڑتی ہے دنیا کے کاموں میں بھی تم دیکھ لو۔ یہی مثال ہے دنیا میں۔ ’’جب وہ ہاتھ پاؤں ہلاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی برکت ڈال دیتا ہے۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی راہ میں وہی لوگ کمال حاصل کرتے ہیں جو مجاہدہ کرتے ہیں۔ اس لئے فرمایا ہے وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا۔ پس کوشش کرنی چاہئے کیونکہ مجاہدہ ہی کامیابیوں کی راہ ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 7، صفحہ 224، ایڈیشن 1984ء)

پس جب ہم دنیاوی چیزوں کے حصول کیلئے اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچاتے ہیں اور اس کیلئے کوشش کرتے ہیں تو پھر خدا تعالیٰ کو پانے کیلئے، پانے کے راستوں کیلئے انتہائی کوشش کیوں نہیں کرتے۔ کیوں یہ سمجھتے ہیں کہ ذرا سا ہم نے منہ سے کہا اور اللہ تعالیٰ ہمیں مل جائے گا یا ہماری دعائیں قبول کر لے گا۔ پس یہاں پھر وہی بات آ گئی کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں وہ پہلے اپنے جائزے لیں۔ یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پانے کیلئے تن آسانی ہو اور دنیاوی چیزوں کو حاصل کرنے کیلئے محنت کے اصول کو سامنے رکھا جائے۔ یہ اصول پھر ہر جگہ چلے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایک اَور جگہ اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کو پانے کیلئے محنت کی ضرورت ہے فرماتے ہیں کہ ’’جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہماری راہ میں انجام کار راہنمائی پر پہنچ جاتے ہیں۔ جس طرح وہ دانہ تخم ریزی کا بدوں کوشش اور آبپاشی کے بے برکت رہتا بلکہ خود بھی فنا ہو جاتا ہے اسی طرح تم بھی اس اقرار کو ہر روز یاد نہ کرو گے اور دعائیں نہ مانگو گے کہ خدایا! ہماری مدد کر تو فضل الٰہی وارد نہیں ہو گا اور بغیر امداد الٰہی کے تبدیلی ناممکن ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 7، صفحہ 225، ایڈیشن 1984ء)

پس یہ قانونِ قدرت ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پانے کیلئے بھی یہ ضروری ہے۔ جس طرح دانہ ڈال کر ایک زمیندار بیٹھا نہیں رہتا اسی طرح یہاں بھی انسان کو صرف یہ لے کے کہ میں ایمان لے آیا، میں نے مان لیا، بیٹھ جانے سے کچھ نہیں ہو گا بلکہ کوشش کرنی ہو گی۔ اپنے ایمان کے پودوں کی نگہداشت کرنی ہو گی۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی طرف رجوع کرے گا۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ جہاں تک بس چل سکے وہ اپنی طرف سے کوتاہی نہ کرے۔ پھر جب اس کی کوشش اس کے اپنے انتہائی نقطہ پر پہنچے گی تو وہ خدا تعالیٰ کے نور کو دیکھ لے گا۔ وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا میں‘‘ فرمایا کہ اس میں ’’اس کی طرف اشارہ ہے کہ جو حق کوشش کا اس کے ذمہ ہے اسے بجا لائے یہ نہ کرے کہ اگر پانی 20 ہاتھ نیچے کھودنے سے نکلتا ہے تو وہ صرف دو ہاتھ کھود کر ہمت ہار دے۔‘‘ بیس فٹ یا تیس فٹ کھودنے سے پانی نکلتا ہے تو دو چار فٹ کھود کے بیٹھ جائے کہ پانی نہیں نکلا۔ فرمایا کہ ’’ہر ایک کام میں کامیابی کی یہی جڑ ہے کہ ہمت نہ ہارے۔

پھر اس امت کیلئے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر کوئی پورے طور سے دعا و تزکیہ نفس سے کام لے گا تو سب وعدے قرآن شریف کے اسکے ساتھ پورے ہو کر رہیں گے۔‘‘ جو ہمت کے ساتھ پورے طور پر دعا اور تزکیہ نفس سے کام لے گا اسکے ساتھ قرآن شریف کے سب وعدے پورے ہو کر رہیں گے۔ ’’ہاں جو خلاف کرے گا وہ محروم رہے گا کیونکہ اس کی ذات غیور ہے۔ اس نے اپنی طرف آنے کی راہ ضرور رکھی ہے لیکن اس کے دروازے تنگ بنائے ہیں۔ پہنچتا وہی ہے جو تلخیوں کا شربت پی لیوے۔‘‘ محنت کرنی پڑتی ہے۔ ’’لوگ دنیا کی فکر میں درد برداشت کرتے ہیں۔‘‘ فرمایا کہ لوگ دنیا کی فکر میں درد برداشت کرتے ہیں ’’حتی کہ بعض اسی میں ہلاک ہو جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کیلئے ایک کانٹے کی درد بھی برداشت کرنا پسند نہیں کرتے۔ جب تک اس کی طرف سے صدق اور صبر اور وفاداری کے آثار ظاہر نہ ہوں‘‘ یعنی جب بندے کی طرف سے صدق اور صبر اور وفاداری کے آثار ظاہر نہ ہوں تو ادھر سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی رحمت کے آثار نہیں ظاہر ہوتے‘‘ فرمایا کہ ’’تو ادھر سے رحمت کے آثار کیسے ظاہر ہوں۔‘‘ (ملفوظات، جلد 7، صفحہ 291، ایڈیشن 1984ء) گے پھر؟ پس یہ ان لوگوں کے سوال کا جواب ہے جو پھر وہی بات کہتے ہیں کہ ہم نے بہت دعا کی اور قبول نہیں ہوئی۔ گویا وہ خدا تعالیٰ کو پابند کر رہے ہیں کہ ہم آئیں گے بھی خدا تعالیٰ کے پاس اپنی مرضی سے اور جب ضرورت ہو گی اس وقت آئیں گے اور خدا تعالیٰ نعوذ باللہ ہمارا پابند ہے کہ ہم جو کہیں اور جیسا چاہیں وہ ہماری دعا قبول کر لے لیکن یہ بات تو وہ دنیا کے قانون اور تعلقات میں بھی دیکھتے ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ایسا نہیں ہوتا پھر خدا تعالیٰ کے معاملے میں یہ توقع کیوں ہے کہ جس طرح ہم چاہیں وہ ہو جائے اور بغیر محنت کے ہو جائے۔ پس یہاں یہی فرمایا کہ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف آؤ تو پھر دیکھو اسکے پیار کے نظارے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’یاد رکھنا چاہئے کہ ایمان بغیر اعمال کے ایسا ہے جیسے کوئی باغ بغیر انہار کے۔‘‘ نہروں کے بغیر، پانی کے بغیر کوئی باغ ہو۔ ’’جو درخت لگایا جاتا ہے اگر مالک اسکی آبپاشی کی طرف توجہ نہ کرے تو ایک دن خشک ہو جائے گا۔ اسی طرح ایمان کا حال ہے۔ وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا یعنی تم ہلکے ہلکے کام پر نہ رہو بلکہ اس راہ میں بڑے بڑے مجاہدات کی ضرورت ہے۔ نفس کو بیل سے مشابہت دی گئی ہے۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد 3، صفحہ 631)

پس اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ کہ مجھے پکارنے والے مجھ پر ایمان لائیں تو ایمان یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی سے اللہ تعالیٰ پر ایمان کا حق ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ ایمان کے باغ کی پرورش اور نگہداشت کرنے کا اپنے بندوں کو فرماتا ہے۔ ہم اپنے گھروں میں بھی دیکھتے ہیں کہ پودوں کو بھی اگر ہم باقاعدگی سے نہ دیکھیں، ان کا خیال نہ رکھیں تو وہ سوکھنے لگ جاتے ہیں۔ پھر ایمان کے باغ کو کس طرح ہم بغیر نگہداشت کے چھوڑ سکتے ہیں۔ پھر ایک اور زاویے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بات کو بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ’’ہمارے راہ کے مجاہد راستہ پاویں گے۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ اس راہ میں پیمبر کے ساتھ مل کر جدوجہد کرنا ہو گا۔ ایک دو گھنٹہ کے بعد بھاگ جانا مجاہد کا کام نہیں بلکہ جان دینے کیلئے تیار رہنا اس کا کام ہے۔ سو متقی کی نشانی استقامت ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 25، ایڈیشن 1984ء)

پس ہم نے جب اپنے عہد بیعت میں یہ عہد کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے تو پھر اس عہد پر قائم رہنے کیلئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ دین ہم سے کیا چاہتا ہے جس کو ہم نے مقدم رکھنا ہے اور پھر اس پر مستقل مزاجی سے قائم بھی رہنا ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’جو شخص محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اسکی راہ کی تلاش میں کوشش کرتا ہے اور اس سے اس امر کی گرہ کشائی کیلئے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کے موافق (وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہم میں ہو کر کوشش کرتے ہیں ہم اپنی راہیں ان کو دکھا دیتے ہیں) خود ہاتھ پکڑ کر راہ دکھا دیتا ہے اور اسے اطمینانِ قلب عطا کرتا ہے اور اگر خود دل ظلمت کدہ اور زبان دعا سے بوجھل ہو اور اعتقاد شرک و بدعت سے ملوث ہو۔‘‘ ’’اعتقاد شرک اور بدعت سے ملوث ہو‘‘ تو وہ دعا ہی کیا ہے اور وہ طلب ہی کیا ہے جس پر نتائج حسنہ مترتب ہوں۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد 3، صفحہ 632)

پس ہمیں اپنے جائزے لیتے رہنا چاہیے کہ کیا ہم اس سوچ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہوں کی تلاش کر رہے ہیں اور ہمارے دل غیر اللہ سے بالکل خالی ہو چکے ہیں؟

پھر توبہ و استغفار کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’توبہ استغفار وصول الی اللہ کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا۔ پوری کوشش سے اسکی راہ میں لگے رہو منزل مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی سے بخل نہیں۔‘‘ (ملفوظات، جلد 10، صفحہ 107)

فرمایا کہ ’’بموجب تعلیم قرآن شریف ہمیں یہ امر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اپنے کرم، رحم، لطف اور مہربانیوں کی صفات بیان کرتا ہے اور رحمان ہونا ظاہر کرتا ہے اور دوسری طرف فرماتا ہے کہ

اَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (النجم:40) اور وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا فرما کر اپنے فیض کو سعی اور مجاہدہ میں منحصر فرماتا ہے نیز اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل ہمارے واسطے ایک اسوۂ حسنہ اور عمدہ نمونہ ہے۔ صحابہ کی زندگی میں غور کر کے دیکھو بھلا انہوں نے محض معمولی نمازوں سے ہی وہ مدارج حاصل کر لئے تھے؟ نہیں بلکہ انہوں نے تو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے واسطے اپنی جانوں تک کی پروا نہیں کی اور بھیڑ بکریوں کی طرح خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو گئے جب جا کر کہیں ان کو یہ رتبہ حاصل ہوا تھا۔" فرماتے ہیں کہ "اکثر لوگ ہم نے ایسے دیکھے ہیں وہ یہی چاہتے ہیں کہ ایک پھونک مار کر ان کو وہ درجات دلا دیئے جاویں اور عرش تک ان کی رسائی ہو جاوے۔" (ملفوظات، جلد10، صفحہ 205، ایڈیشن 1984ء) یہ نہیں ہوسکتا۔

پس بیشک اللہ تعالیٰ رحیم و کریم بھی ہے لیکن ساتھ ہی اس نے کامل الایمان بننے والے لوگوں کیلئے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ وہ اس کی راہ میں جہاد کرنے والے ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے مقام اونچے کرتا چلا جاتا ہے۔ قبولیت دعا کے بھی وہ نظارے دیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمانیت اور رحیمیت کے بھی پہلے سے بڑھ کر نظارے دیکھتے ہیں جو صحابہ نے دیکھے اور خدا تعالیٰ کی محبت میں وہ لوگ ایسے ڈوبے جس کی مثال نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے بھی گئے تو پھر وہ جنتوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خوشخبری پانے والے بھی بن گئے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں "جو لوگ خدا میں ہو کر خدا کے پانے کے واسطے تڑپ اور گدازش سے کوشش کرتے ہیں ان کی محنت اور کوشش ضائع نہیں جاتی اور ضرور ان کی راہبری اور ہدایت کی جاتی ہے۔ جو کوئی صدق اور خلوصِ نیت سے خدا کی طرف قدم اٹھاتا ہے خدا تعالیٰ اس کی طرف راہنمائی کے واسطے بڑھتا ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ تدبر کرے اور حق طلبی کی سچی تڑپ اور پیاس اپنے اندر پیدا کرے۔ معلومات کے وسیع کرنے کی جو سبیل اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے ان پر کاربند ہو۔ خدا بھی بے نیاز ہو جاتا ہے اس شخص سے جو خدا سے لاپروائی کرتا ہے۔"

(ملفوظات، جلد10، صفحہ 284، ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ "اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو۔" "کوشش کرو۔" "نماز میں دعائیں مانگو۔ صدقات خیرات سے اور دوسرے ہر طرح کے حیلہ سے وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا میں شامل ہو جاؤ۔ جس طرح بیمار طبیب کے پاس جاتا، دوائی کھاتا، مسہل لیتا، خون نکلواتا، ٹکور کرواتا اور شفا حاصل کرنے کے واسطے ہر طرح کی تدبیر کرتا ہے اسی طرح اپنی روحانی بیماریوں کو دور کرنے کے واسطے ہر طرح کی کوشش کرو۔ صرف زبان سے نہیں بلکہ مجاہدہ کے جس قدر طریق خدا تعالیٰ نے فرمائے ہیں وہ سب بجا لاؤ۔" (ملفوظات، جلد8، صفحہ 188، ایڈیشن 1984ء) پس یہ وہ طریق ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے پانے کے راستے کھلتے چلے جاتے ہیں اور پھر دعاؤں کی طرف توجہ بھی دلاتے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ "انسان کو چاہئے کہ اس زندگی کو اس قدر قبیح خیال کر کے اس سے نکلنے کیلئے کوشش کرے۔" اس زندگی کو سب کچھ نہ سمجھو بلکہ یہ دنیاداری جو ہے اسے عارضی زندگی اور گندی زندگی سمجھو" اور دعا سے کام لے کیونکہ جب وہ حق تدبیر کا ادا کرتا ہے اور پھر سچی دعاؤں سے کام لیتا ہے تو آخر اللہ تعالیٰ اس کو نجات دے دیتا ہے اور وہ گناہ کی زندگی سے نکل آتا ہے کیونکہ دعا بھی کوئی معمولی چیز نہیں ہے بلکہ وہ بھی ایک موت ہی ہے۔ جب اس موت کو انسان قبول کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مجرمانہ زندگی سے جو موت کا موجب ہے بچا لیتا ہے اور اس کو ایک پاک زندگی عطا کرتا ہے۔" فرمایا "بہت سے لوگ دعا کو ایک معمولی چیز سمجھتے ہیں۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ دعا یہی نہیں کہ معمولی طور پر نماز پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر بیٹھ گئے اور جو کچھ آیا منہ میں سے کہہ دیا۔ اس دعا سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ یہ دعا نری ایک منتر کی طرح ہوتی ہے۔ نہ اس میں دل شریک ہوتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں پر کوئی ایمان ہوتا ہے۔

یاد رکھو دعا ایک موت ہے اور جیسے موت کے وقت اضطراب اور بیقراری ہوتی ہے اسی طرح پر دعا کیلئے بھی ویسا ہی اضطراب اور جوش ہونا ضروری ہے۔ اس لئے دعا کے واسطے پورا پورا اضطراب اور گدازش جب تک نہ ہو تو بات نہیں بنتی۔ پس چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نہایت تضرع اور زاری و ابتہال کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مشکلات کو پیش کرے اور اس دعا کو اس حد تک پہنچاوے کہ ایک موت کی سی صورت واقع ہو جاوے۔ اس وقت دعا قبولیت کے درجہ تک پہنچتی ہے۔"

فرماتے ہیں کہ "یہ بھی یاد رکھو کہ سب سے اول اور ضروری دعا یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو گناہوں سے پاک صاف کرنے کی دعا کرے۔ ساری دعاؤں کا اصل اور جزو یہی دعا ہے کیونکہ جب یہ دعا قبول ہو جاوے اور انسان ہر قسم کی گندگیوں اور آلودگیوں سے پاک صاف ہو کر خدا تعالیٰ کی نظر میں مطہر ہو جاوے تو پھر دوسری دعائیں جو اس کی حاجاتِ ضروریہ کے متعلق ہوتی ہیں" یعنی انسان کی دوسری دنیاوی ضرورتوں کیلئے ہوتی ہیں "وہ اس کو مانگنی بھی نہیں پڑتیں وہ خود بخود قبول ہوتی چلی جاتی ہیں۔ بڑی مشقت اور محنت طلب یہی دعا ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاوے۔" سب سے بڑی دعا یہی ہے کہ انسان اپنے لیے دعا کرے کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاوے" اور خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور راستباز ٹھہرایا جاوے۔ یعنی اول اول جو حجاب انسان کے دل پر ہوتے ہیں ان کا دور ہونا ضروری ہے۔ جب وہ دور ہو گئے تو دوسرے حجابوں کے دور کرنے کے واسطے اس قدر محنت اور مشقت کرنی نہیں پڑے گی کیونکہ خدا تعالیٰ کا فضل اسکے شامل حال ہو کر ہزاروں خرابیاں خود بخود دُور ہونے لگتی ہیں اور جب اندر پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ خود بخود اس کا متکفل اور متولی ہوتا ہے اور اس سے پہلے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی کسی حاجت کو مانگے اللہ تعالیٰ خود اس کو پورا کر دیتا ہے۔ یہ ایک باریک سرّ ہے جو اس وقت کھلتا ہے" یہ بڑا باریک راز ہے اور یہ راز اس وقت کھلتا ہے "جب انسان اس مقام پر پہنچتا ہے۔ اس سے پہلے اس کی سمجھ میں آنا بھی مشکل ہوتا ہے لیکن یہ ایک عظیم الشان مجاہدہ کا کام ہے کیونکہ دعا بھی ایک مجاہدہ کو چاہتی ہے۔ جو شخص دعا سے لاپروائی کرتا ہے اور اس سے دور رہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی پروا نہیں کرتا اور اس سے دور ہو جاتا ہے۔ جلدی اور شتاب کاری یہاں کام نہیں دیتی۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جو چاہے عطا کرے اور جب چاہے عنایت فرمائے۔ سائل کا کام نہیں ہے کہ وہ فی الفور عطا نہ کئے جانے پر شکایت کرے اور بدظنی کرے بلکہ استقلال اور صبر سے مانگتا چلا جاوے۔"

(ملفوظات، جلد6، صفحہ 406-407، ایڈیشن 1984ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس رمضان کو ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق جوڑنے والا بنا دے۔ اسکی باتوں پر عمل کرنے والا بنا دے۔ اس پر کامل ایمان لانے والا بنا دے۔ قبولیتِ دعا کے نظارے ہمیں دیکھنے والا بنا دے اور یہ حالت ہمیشہ قائم رہنے والی ہو۔ رمضان میں بھی اور رمضان کے بعد بھی ہم اللہ تعالیٰ کا خالص عبد بننے کا کردار ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ایسے راستے دکھائے جن سے ہم کبھی بھٹکنے والے نہ ہوں اور ہمیشہ اس کی پیار کی نظر ہم پر پڑتی رہے۔ ہم زمانے کے امام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو پا کر کبھی اس سے محروم رہنے والے نہ بنیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں زمانے کے امام کو ماننے کا یہ انعام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مخالفین اور دشمنوں کے شر سے ہمیشہ ہمیں محفوظ رکھے۔ ہماری دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے دشمنوں کے شر اُن پر الٹائے۔ جماعت کی ترقی کے سامان ہمیشہ پیدا فرماتا رہے۔ پس اس رمضان کو اپنی مقبول دعاؤں کا ذریعہ بنالیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دنیا کے حالات کیلئے بھی دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو تباہ کاریوں سے بچائے اور ان کو عقل دے کہ یہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچاننے والے ہوں۔

نماز جمعہ کے بعد میں ایم.ٹی.اے کی ایک سائٹ کا بھی اجرا کروں گا جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل نے ویب سائٹ بنائی ہے۔ اس کی موبائل ایپلیکیشن بنائی ہے جس میں تین سو تیرہ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق میرے خطبات جمعہ کو ایک جگہ جمع کیا گیا ہے۔ اس ویب سائٹ پر احباب یہ خطبات جمعہ دیکھنے کے ساتھ ساتھ بدری صحابہ کے متعلق بنائی گئی پروفائلز پڑھ سکتے ہیں اور جہاں تک کسی نے مشاہدہ اور مطالعہ کیا ہوا ہو گا اس کو بُک مارک (book mark) بھی کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر صحابی کے متعلق سوال و جواب کا ایک کوئز موجود ہے۔ ویب سائٹ پر متعلقہ مفید نقشے بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ ناموں اور مشکل الفاظ کا عربی تلفظ بھی سنا جا سکتا ہے۔ اب تک کی اپلوڈ کی گئی معلومات کے علاوہ آئندہ آنے والی نئی معلومات اور ویڈیوز بھی ہر ہفتے اس میں جاری کی جائیں گی۔ ویب سائٹ کا جو پتہ ہے وہ یہ ہے کہ www.313companions.org جیسا کہ میں نے کہا کہ نماز کے بعد اس کا اجرا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی لوگوں کیلئے فائدے کا موجب بنائے۔

......☆......☆......☆......

تصحیح

اخبار بدر 24/مارچ 2022ء شمارہ نمبر 12 میں خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 25/فروری 2022ء شائع ہوا ہے۔ اس شمارہ کے صفحہ 9 کالم 1 میں درج ذیل عبارت شائع ہوئی ہے:

"وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انۡقَلَبۡتُمۡ عَلٰۤی اَعۡقَابِکُمۡ ؕ وَمَنۡ یَّنۡقَلِبۡ عَلٰی عَقِبَیۡهِ فَلَنۡ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیۡـًٔا ؕ وَسَیَجۡزِی اللّٰهُ الشّٰکِرِیۡنَ۔ یَاَیُّهَا النَّاسُ مَنۡ کَانَ یَعۡبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدۡ مَاتَ وَمَنۡ کَانَ یَعۡبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ لَا یَمُوۡتُ۔"

صحیح عبارت اس طرح ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انۡقَلَبۡتُمۡ عَلٰۤی اَعۡقَابِکُمۡ ؕ۔ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمۡ مَّیِّتُوۡنَ۔ یَاَیُّهَا النَّاسُ مَنۡ کَانَ یَعۡبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدۡ مَاتَ وَمَنۡ کَانَ یَعۡبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ لَا یَمُوۡتُ۔

قارئین بدر درستی فرمالیں۔ (ادارہ)

ارشاد باری تعالیٰ

اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ (البقرہ:185)

ترجمہ: گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔

طالب دُعا: نورالہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا

(الاحزاب:57)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسولؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود و سلام بھیجو نبیؐ پر۔

طالب دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم .اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

نجاشی کے دربار میں قریش کا ناکام وفد

بہرحال قریش نے جب مسلمانوں کو اس طرح اپنے ہاتھوں سے صحیح سلامت نکلے جاتے دیکھا اور حبشہ میں ان کو امن وامان کی زندگی بسر کرتے پایا توان کے غضب کی آگ اور بھڑک اٹھی اور بالآخر اُنہوں نے اپنے دو ممتاز ممبر یعنی ایک عمرو ابن العاص اور دُوسرے عبداللہ بن ربیعہ کو حبشہ کی طرف روانہ کرنے کی تجویز کی اور اس وفد کے ساتھ نہ صرف نجاشی کے واسطے گراں قیمت تحفے تیار کئے بلکہ اس کے تمام درباریوں کے واسطے بھی تحائف تیار کئے گئے جو زیادہ تر چمڑے کے سامان کے تھے جس کیلئے ان دنوں میں عرب خاص شہرت رکھتا تھا اور اس طرح بڑے ٹھاٹھ کے ساتھ یہ وفد روانہ ہوا۔ اس وفد کی غرض یہ تھی کہ مسلمانوں کو حبشہ سے واپس لا کر پھر ان کو اپنے مظالم کا تختہ مشق بنائیں۔ چنانچہ حبشہ میں پہنچ کر عمرو بن العاص اور ان کے ساتھی نے پہلے نجاشی کے درباریوں کے ساتھ ملاقات کی اور اُن کے سامنے تحائف پیش کئے اور پھر ان کے ذریعہ سے نجاشی کے دربار تک رسائی حاصل کی اور تحفے تحائف پیش کرنے کے بعد نجاشی سے اِن الفاظ میں درخواست کی کہ: ’’اے بادشاہ سلامت ہمارے چند بیوقوف لوگوں نے اپنا آبائی مذہب ترک کردیا ہے اور ایک نیا دین نکالا ہے جو آپ کے دین کے بھی مخالف ہے اور ان لوگوں نے ملک میں فساد ڈال دیا ہے اور اب ان میں سے بعض لوگ وہاں سے بھاگ کر یہاں آگئے ہیں۔ پس ہماری یہ درخواست ہے کہ آپ ان کو ہمارے ساتھ واپس بھجوادیں۔‘‘ درباریوں نے ان کی تائید کی لیکن نجاشی نے جو ایک بیدار مغز حکمران تھا یکطرفہ فیصلہ دینے سے انکار کردیا اور کہا کہ ’’یہ لوگ میری پناہ میں آئے ہیں۔ پس جب تک مَیں خود ان کا اپنا بیان نہ سُن لوں میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔‘‘ چنانچہ مسلمان مہاجرین دربار میں بلائے گئے اور اُن سے مخاطب ہوکر نجاشی نے پوچھا کہ: ’’یہ کیا معاملہ ہے اور یہ کیا دین ہے جو تم نے نکالا ہے؟‘‘ حضرت جعفر بن ابی طالب نے مسلمانوں کی طرف سے جواب دیا کہ ’’اے بادشاہ! ہم جاہل لوگ تھے۔ بُت پرستی کرتے تھے۔ مُردار کھاتے تھے۔ بدکاریوں میں مبتلا تھے۔ قطع رحمی کرتے تھے۔ ہمسایوں سے بدمعاملگی کرتے تھے اور ہم میں سے مضبوط کمزور کا حق دبالیتا تھا۔ اس حالت میں اللہ نے ہم میں اپنا ایک رسول بھیجا جس کی نجابت اور صدق اور امانت کو ہم سب جانتے تھے۔ اُس نے ہم کو توحید سکھائی اور بُت پرستی سے روکا اور راست گفتاری اور امانت اور صلہ رحمی کا حکم دیا اور ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تعلیم دی اور بدکاری اور جھوٹ اور یتیموں کا مال کھانے سے منع کیا اور خونریزی سے روکا اور ہم کو عبادتِ الٰہی کا حکم دیا۔ ہم اس پر ایمان لائے اور اس کی اِتباع کی۔ لیکن اس وجہ سے ہماری قوم ہم سے ناراض ہوگئی اور اُس نے ہم کو دکھوں اور مصیبتوں میں ڈالا اور ہم کو طرح طرح کے عذاب دیئے اور ہم کو اس دین سے جبراً روکنا چاہا حتی کہ ہم تنگ آ کر اپنے وطن سے نِکل آئے اور آپ کے مُلک میں آ کر پناہ لی۔ پس اے بادشاہ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کے ماتحت ہم پر ظلم نہ ہوگا۔‘‘ نجاشی اس تقریر سے بہت متاثر ہوا اور حضرت جعفر سے کہنے لگا کہ ’’جو کلام تم پر اُترا ہے وُہ مجھے سُناؤ۔‘‘ اس پر حضرت جعفر نے بڑی خوش الحانی کے ساتھ سورۃ مریم کی ابتدائی آیات پڑھ کر سُنائیں۔ یہ آیات سُن کر نجاشی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور اس نے رقّت کے لہجہ میں کہا: خدا کی قسم یہ کلام اور ہمارے مسیح کا کلام ایک ہی منبع نور کی کرنیں معلوم ہوتی ہیں۔‘‘ یہ کہہ کر نجاشی نے قریش کے وفد سے کہا۔ ’’تم واپس چلے جاؤ۔ مَیں ان لوگوں کو تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا۔‘‘ اور نجاشی نے ان کے تحفے بھی واپس کردیئے۔

لیکن قریش کے خونی سفیر اس طرح آسانی کے ساتھ خاموش نہیں کئے جاسکتے تھے۔ دوسرے دن عمرو بن العاص نے دربار میں پھر رسائی حاصل کی اور نجاشی سے عرض کیا کہ ’’حضور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ لوگ مسیح کے متعلق کیا کہتے ہیں؟‘‘ نجاشی نے مسلمانوں کو پھر بُلا بھیجا۔ مسلمان فکرمند ہوئے کہ چونکہ ہم مسیح کے ابن اللہ ہونے کے مُنکر ہیں اس لئے کہیں عمرو بن العاص کی یہ چال چل نہ جاوے۔ مگر یہ لوگ تلوار کے سایہ کے نیچے بھی حق بات کہنے سے رکنے والے نہ تھے، چنانچہ جب نجاشی نے پوچھا کہ ’’تم مسیح کے متعلق کیا اعتقاد رکھتے ہو؟‘‘ تو جعفر نے صاف عرض کیا کہ ’’اے بادشاہ! ہمارے اعتقاد کی رُو سے مسیح اللہ کا ایک بندہ ہے خدا نہیں ہے مگر وہ اس کا ایک بہت مقرب رسول ہے اور اس کے اُس کلام سے عالمِ ہستی میں آیا ہے جو اُس نے مریم پر ڈالا۔‘‘ نجاشی نے فرش پر سے ایک تِنکا اٹھایا اور کہا۔ ’’واللہ جو تم نے بیان کیا ہے مَیں اس سے مسیح کو اس تِنکے کے برابر بھی بڑا نہیں سمجھتا۔ نجاشی کے اس کلام پر دربار کے پادری سخت برہم ہوئے مگر نجاشی نے ان کی کچھ پروانہ کی اور قریش کا وفد بے نیلِ مرام واپس آ گیا۔

اسکے بعد مہاجرین حبشہ ایک عرصہ تک بڑے امن کے ساتھ حبشہ میں رہے لیکن اُن میں سے اکثر تو ہجرتِ یثرب کے قریب مکّہ میں واپس آگئے اور بعض حبشہ میں ہی مقیم رہے حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے اور جنگِ بدر اور اُحد اور احزاب تمام ہوچکیں تب یہ لوگ عرب میں واپس آئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ خیبر سے واپس آ رہے تھے۔

ابتداء میں جبکہ ابھی اکثر مہاجرین حبشہ میں ہی تھے نجاشی کو اپنے ایک حریف سے جنگ پیش آ گئی۔ اس پر صحابہ نے باہم مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ اگر ضرورت پیش آئے تو ہمیں بھی نجاشی کی امداد کرنی چاہئے چنانچہ انہوں نے زبیر ابن العوام کو دریائے نیل کے پار میدانِ جنگ میں بھیجا کہ حالات سے اطلاع دیں اور پیچھے صحابہ خدا سے دُعائیں کرتے رہے کہ نجاشی کی فتح ہو۔ چنانچہ چند دن کے بعد حضرت زبیر نے واپس آ کر اطلاع دی کہ نجاشی نے خدا کے فضل سے فتح پائی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کا ہجرت کے ارادے سے نِکلنا

حدیث میں حضرت عائشہؓ سے روایت آتی ہے کہ جب مُسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تو ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ بھی ہجرت کے ارادہ سے مکّہ سے نکلے مگر جب جنوب کی طرف جاتے ہوئے برک الغماد میں پہنچے تو وہاں اتفاقاً قبیلہ قارہ کے رئیس ابن الدغنہ سے ملاقات ہوگئی۔ ابن الدغنہ نے اس سفر کا سبب پوچھا تو حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ ’’میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے، اس لیے مَیں نے اب ارادہ کیا ہے کہ اللہ کی زمین میں کہیں نِکل جاؤں اور آزاد ہوکر اپنے ربّ کی عبادت کروں۔‘‘ ابن الدغنہ نے کہا ’’تمہارے جیسے شخص کو تو نہ خود مکّہ سے نکلنا چاہئے اور نہ لوگوں کو چاہئے کہ اسے نکالیں ...... آؤ میں تمہیں اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔ واپس لوٹ چلو اور مکّہ میں ہی اپنے ربّ کی عبادت کرو۔‘‘ چنانچہ ابوبکرؓ ان کے کہنے پر واپس چلے آئے۔ مکّہ پہنچ کر ابن الدغنہ نے رؤساءِ قریش کو ملامت کی اور کہا کہ: کیا تم ایسی ایسی نیک صفات والے شخص کو نکالتے ہو؟‘‘ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنالی جس میں وہ نماز اور قرآن شریف پڑھا کرتے تھے اور چونکہ وہ نہایت رقیق القلب تھے۔ اس لیے جب وہ قرآن شریف پڑھتے تو بسا اوقات ساتھ ساتھ روتے بھی جاتے۔ قریش کی عورتیں اور بچے جو نسبتاً سادہ طبع اور تعصّبات مذہبی سے آزاد تھے یہ نظارہ دیکھتے تو ان کے قلوب پر اس کا ایک خاص اثر ہوتا اور چونکہ ویسے بھی حضرت ابوبکرؓ قریش میں بہت معزز تھے اس لیے ان کی یہ والہانہ عبادت لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف راغب کرتی تھی۔ اس پر قریش نے ابن الدغنہ کے پاس شکایت کی کہ ابوبکرؓ اونچی آواز سے قرآن پڑھتا ہے اور اس سے ہماری عورتیں اور بچے اور کمزور لوگ فتنہ میں پڑتے ہیں لہٰذا تم اسے روک دو۔ اس نے حضرت ابوبکرؓ کو روکنا چاہا مگر اُنہوں نے انکار کردیا اور فرمایا کہ: ’’مَیں یہ کام ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔ ہاں اگر تمہیں کوئی ڈر ہے تو مَیں تمہاری پناہ سے نِکلتا ہوں مجھے اپنے مولیٰ کی پناہ بس ہے۔‘‘ اسکے بعد قریش نے حضرت ابوبکرؓ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں مگر وہ ایک مضبوط چٹان کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہے۔

اسلام حمزہؓ

ہجرتِ حبشہ کے متعلق سلسلہ واقعات کو ایک جگہ بیان کرنے کی وجہ سے ہم نے بعض درمیانی واقعات کا ذکر چھوڑ دیا تھا وہ اب بیان کرتے ہیں۔ اب تک مسلمانوں کی ظاہری حالت نہایت کمزور تھی کیونکہ مُسلمان ہونے والوں میں سے سوائے حضرت ابوبکرؓ کے ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو قریش میں کوئی اثر رکھتا ہو یا کم از کم جس سے قریش کچھ دَبتے ہوں مگر اب خدا کے فضل سے دو ایسے شخص اسلام میں داخل ہوئے جو اپنی وجاہت اور رعب کی وجہ سے اسلام کی ظاہری شان کو ایک حد تک مضبوط کرنے والے ثابت ہوئے۔ ہماری مراد حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب اور حضرت عمرؓ بن الخطاب سے ہے جو دونوں ایک دُوسرے کے آگے پیچھے 6 نبوی میں مسلمان ہوئے۔

حمزہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے اور اُن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی، لیکن ابھی تک مشرک تھے۔ ان کا یہ معمول تھا کہ ہرروز صبح سویرے تیر کمان لے کر باہر نِکل جاتے تھے اور سارا دن شکار کھیلتے رہتے تھے۔ شام کو واپس آ کر پہلے خانہ کعبہ کا طواف کرتے اور پھر قریش کی ان مجلسوں میں دورہ لگاتے جو وہ صحنِ کعبہ میں دو دو چار چار کی ٹولیوں میں جما کر بیٹھا کرتے تھے اور یہاں سے فارغ ہونے کے بعد گھر جاتے تھے۔ ایک دن حمزہ اسی طرح شکار سے واپس آئے تو ایک خادمہ نے اُن سے کہا۔ ’’کیا آپ نے سُنا کہ ابھی ابھی ابو الحکم (یعنی ابوجہل) آپ کے بھتیجے کو سخت بُرا بھلا کہتا گیا ہے اور بہت گندی گندی گالیاں دی ہیں۔ مگر محمد نے سامنے سے کچھ جواب نہیں دیا۔ یہ سُن کر حمزہ کی آنکھوں میں خُون اُتر آیا اور خاندانی غیرت جوش زن ہوئی۔ فوراً کعبہ کی طرف گئے اور پہلے طواف کیا۔ طواف کرنے کے بعد اس مجلس کی طرف بڑھے جس میں ابوجہل بیٹھا تھا اور جاتے ہی بڑے زور کے ساتھ ابوجہل کے سر پر اپنی کمان ماری اور کہا۔ ’’مَیں سُنتا ہوں کہ تو نے محمد کو گالیاں دی ہیں۔ سُن مَیں بھی محمد کے دین پر ہوں اور مَیں بھی وہی کہتا ہوں جو وہ کہتا ہے پس اگر تجھ میں کچھ ہمت ہے تو میرے سامنے بول۔‘‘ ابوجہل کے ساتھی ابوجہل کی حمایت میں اُٹھے اور قریب تھا کہ لڑائی ہو جاتی مگر ابوجہل حمزہ کی دلیری اور جرأت کو دیکھ کر مرعوب ہو گیا اور اُس نے اپنے ساتھیوں کو یہ کہہ کر روک دیا کہ حمزہ حق بجانب ہے واقعی مُجھ سے زیادتی ہوگئی تھی اور اس طرح معاملہ رفع دفع ہوگیا۔

حمزہ جوش میں یہ الفاظ تو کہہ بیٹھے تھے کہ ’’مَیں بھی محمدؐ کے دین پر ہوں۔‘‘ لیکن جب گھر آئے اور غصّہ کم ہوا تو کچھ گھبرائے اور سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیئے آخر دل نے یہی فیصلہ کیا کہ اب شِرک چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گئے۔ یہ بعثت نبوی کے چھٹے سال کا واقعہ ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دارارقم میں ہی مقیم تھے۔ حضرت حمزہؓ کے مُسلمان ہونے کی خوشی میں یا ویسے ہی اپنے اخلاص کے جوش میں مگر بہرحال اُسی دن جس دن حمزہ مُسلمان ہوئے حضرت ابوبکرؓ نے صحنِ کعبہ میں برملا توحید کا اعلان کیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض دُوسرے مسلمان بھی وہاں موجود تھے۔ قریش نے حضرت ابوبکرؓ کی اس جسارت کو دیکھا تو جوش میں آ کر اُن پر ٹوٹ پڑے اور اس بے دردی سے مارا کہ لکھا ہے کہ جب اُن کے قبیلہ کے لوگ انہیں اُٹھا کر اُن کے گھر لے گئے تو وہ بالکل بے ہوش تھے اور ضربات کی وجہ سے ان کا ناک مُنہ ایک ہورہا تھا۔ جب انہیں ہوش آیا تو ان کا پہلا سوال یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے اور جب تک آپؐ کی خیریت کی خبر نہیں سنی حضرت ابوبکرؓ کو چین نہیں آیا۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ، صفحہ 155 تا 157، مطبوعہ 2006 قادیان)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رمضان کے مہینہ کا ابتدائی عشرہ رحمت ہے اور درمیانی عشرہ مغفرت کا موجب ہے
اور آخری عشرہ جہنم سے نجات دلانے والا ہے

(صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الصیام، باب فضل شہر رمضان)

طالب دعا : اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمر کس لیتے اور اپنی راتوں کو زندہ کرتے

(بخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان، حدیث نمبر 2024)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(584)**بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے گھر سے یعنی حضرت اماں جی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب آخری سفر لاہور میں وفات سے چند روز قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا کہ ’’اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْل‘‘ یعنی کوچ پھر کوچ (جو آپ کے قرب موت کی طرف اشارہ تھا) تو حضرت صاحب نے مجھے بلا کر فرمایا کہ جس حصّہ مکان میں ہم ٹھہرے ہوئے ہیں اُس میں آپ آجائیں اور ہم آپ والے حصّہ میں چلے جاتے ہیں کیونکہ خدا نے الہام میں اَلرَّحِیْلُ فرمایا ہے جسے ظاہر میں اس نقل مکانی سے پورا کر دینا چاہئے اور معذرت بھی فرمائی کہ اس نقل مکانی سے آپ کو تکلیف تو ہوگی مگر مَیں اس خدائی الہام کو ظاہر میں پورا کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ مکان بدل لئے گئے مگر جو خدا کی تقدیر میں تھا وہ پورا ہوا اور چند دن بعد آپ اچانک وفات پا گئے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مَلَأِ اَعْلٰی کے فرشتے حضرت مسیح موعودؑ کے اس فعل کو دیکھ کر وجد میں آتے ہونگے کہ یہ خدا کا بندہ خدمتِ دین کا کس قدر عاشق ہے کہ جانتا ہے کہ مقدر وقت آپہنچا ہے مگر خدائی تقدیر کو پیچھے ڈالنے کیلئے لفظوں کی آڑ لے کر اپنی خدمت کے وقت کو لمبا کرنا چاہتا ہے۔ یہ ایک محبت و عشق کی کھیل تھی جس پر شاید ربّ العرش بھی مسکرا دیا ہو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَعَلٰی مُطَاعِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّم۔

(585)**بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مَیں نے دیکھا ہے کہ شروع میں لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عموماً ’’مرزا جی‘‘ کہتے تھے۔ پھر ’’مرزا صاحب‘‘ کہنے لگے۔ اسکے بعد ’’حضرت صاحب‘‘ پھر ’’حضرت اقدس‘‘ یا ’’حضرت مسیح موعودؑ‘‘ اور جب بالمشافہ گفتگو ہوتی تو احباب عموماً آپ کو ’’حضور‘‘ کے لفظ سے مخاطب کرتے تھے۔ مگر بعض لوگ کبھی کبھی ’’آپ‘‘ بھی کہہ لیتے تھے۔

(586)**بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب متوطن پٹیالہ حال انچارج نور ہسپتال قادیان نے مجھ سے بیان کیا کہ مَیں 1905ء کے موسم گرما کی چھٹیوں میں جبکہ اپنے اسکول کی نویں جماعت کا طالبعلم تھا۔ پہلی مرتبہ قادیان آیا تھا۔ میرے علاوہ مولوی عبداللہ صاحب عربی مدرس مہندر کالج و ہائی سکول پٹیالہ۔ حافظ نور محمد صاحب مرحوم سیکرٹری جماعت احمدیہ پٹیالہ۔ مستری محمد صدیق صاحب جو آج کل وائسرائیگل لاج میں ملازم ہیں۔ شیخ محمد افضل صاحب جو شیخ کرم الٰہی صاحب کے چچا زاد بھائی ہیں اور اُس وقت سکول کے طالب علم تھے، میاں خدا بخش المعروف مومن جی جو آج کل قادیان میں مقیم ہیں اس موقعہ پر قادیان آئے تھے۔ ہم مہمان خانہ میں ٹھہرے تھے۔ ہمارے قریب اور بھی مہمان رہتے تھے جن میں سے ایک شخص وہ تھا جو فقیرانہ لباس رکھتا تھا۔ اس کا نام مجھے یاد نہیں۔ وہ ہم سے کئی روز پہلے کا آیا ہوا تھا۔ جس روز ہم قادیان پہنچے، اس فقیرانہ لباس والے شخص نے ذکر کیا کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا تھا کہ میری بیعت لے لیں۔ آپ نے فرمایا کچھ دن یہاں ٹھہرو بیعت کی کیا، جلدی ہے ہو جائے گی، وہ شخص دو تین روز تو رکا رہا لیکن جس روز ہم یہاں پہنچے اُسی شام یا اگلی شام کو بعد نماز مغرب یا عشاء (ان دنوں حضرت صاحب نماز مغرب کے بعد مسجد میں مجلس فرمایا کرتے تھے اور عشاء کی نماز جلدی ہوا کرتی تھی) حضور نے لوگوں کی بیعت لی۔ ہم طلباء نے بھی بیعت کی۔ (گو مَیں بذریعہ خط 2-1901ء میں بیعت کر چکا تھا اور اس سے بھی پہلے 1899ء میں جبکہ میری عمر پندرہ سولہ سال کے قریب تھی اپنے کنبہ کے بزرگوں کے ساتھ جن میں میرے دادا صاحب مولا بخش صاحب اور والد صاحب رحیم بخش صاحب اور میرے بڑے بھائی حافظ ملک محمد صاحب بھی تھے۔ حضرت مولوی عبدالقادر صاحب لدھیانوی والد حکیم محمد عمر صاحب کے ہاتھ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل ہو چکا تھا۔ یہ بیعت مسجد احمدیہ میں ڈیک بازار پٹیالہ میں ہوئی تھی) اس وقت اس شخص نے بھی چپکے سے بیعت کرنے والوں کے ساتھ ہاتھ رکھ دیا۔ اگلی صبح آٹھ نو بجے کے قریب حضرت مسیح موعودؑ حضرت میاں بشیر احمد صاحب (خاکسار مؤلف) کے موجودہ سکونتی مکان کی بنیادوں کا معائنہ کرنے کیلئے اس جگہ پر تشریف فرما تھے کہ ہم مہمانان موجودۃ الوقت بھی حضور کی زیارت کیلئے حاضر ہو گئے۔ اسی وقت اُس مہمان نے آگے بڑھ کر کہا حضور مَیں نے رات بیعت کر لی ہے۔ حضور نے ہنس کر فرمایا بیعت کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ استقامت اختیار کرنا اور اعمال صالحہ میں کوشش کرتے رہنا ضروری ہے۔ اسی طرح کی مختصر مگر مؤثر تقریر حضور نے فرمائی۔ حکمت الٰہی ہے کہ وہ شخص اگلے روز ہی ایسی باتیں کرنے لگا کہ گویا اس کو سلسلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ایک دو روز تک دشنام دہی تک نوبت آگئی اور اسی حالت میں وہ قادیان سے نکل گیا۔

ہمارے دورانِ قیام میں جو کہ دس بارہ روز کا عرصہ تھا بعض اور واقعات بھی ہوئے۔ ان میں سے ایک حضرت صاحب کے سر پر چوٹ لگنے کا واقعہ ہے۔ حضور وضو کر کے اُٹھے تھے کہ الماری کے کھلے ہوئے تختہ سے سر پر چوٹ آئی اور کافی گہرا زخم ہو گیا جس سے خون جاری ہوا۔ بہت تکلیف پہنچی۔ اس کی وجہ سے مسجد میں تشریف نہ لا سکتے تھے اور ہم نے بھی اجازت اندر حاضر ہو کر لی تھی۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ انہی دنوں حضور کو ’’فَفَزِعَ عِیْسٰی وَمَنْ مَّعَہٗ‘‘ والا الہام ہوا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ الماری کے تختہ کی چوٹ کا واقعہ میرے سامنے ہوا تھا۔ حضرت صاحب کسی غرض کیلئے نیچے جُھکے تھے اور الماری کا تختہ کھلا تھا۔ جب اُٹھنے لگے تو تختہ کا کونہ سر میں لگا اور بہت چوٹ آئی۔ یہ واقعہ اس کمرہ میں ہوا تھا جو حجرہ کہلاتا ہے۔

(587)**بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت صاحب نے عربی زبان کے اُمُّ الْاَلْسِنَۃ ہونے کا اظہار فرمایا تو اس کے بعد یہ تحقیق شروع ہوئی کہ بہت سے عربی کے الفاظ اپنی شکل پر یا کچھ تغیر کے ساتھ دوسری زبانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ آپ نے نمونہ کے طور پر چند الفاظ سُنائے۔ اس پر یہ چرچا اس قدر بڑھا کہ ہر شخص اردو، انگریزی فارسی ہندی وغیرہ میں عربی الفاظ ڈھونڈنے لگا اور جب حضرت صاحب مسجد میں تشریف لاتے تو لوگ اپنی اپنی تحقیقات پیش کرتے۔ بعض الفاظ کو حضرت صاحب قبول فرما لیتے اور بعض کو چھوڑ دیتے۔ انہی دنوں میں فرمایا کہ عربی میں زمین کو ارض کہتے ہیں اور انگریزی میں ارتھ کہتے ہیں اور یہ دونوں باہم ملتے جلتے ہیں۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ اصل میں یہ کس زبان کا لفظ ہے اور کس زبان میں سے دوسری زبان میں لیا گیا ہے۔ سو یہ اس طرح معلوم ہو جائے گا کہ ارتھ کے لغوی معنے اور اس کی اصلیت انگریزی لُغت میں نہیں ملے گی برخلاف اسکے عربی میں ارض کے وہ لغوی اور بنیادی معنے موجود ہیں جن کی مناسبت کے لحاظ سے زمین کو ارض کہتے ہیں۔ چنانچہ عربی میں ارض اس چیز کو کہتے ہیں جو تیز چلتی ہو۔ مگر باوجود تیز رفتاری کے پھر ایسی ہو کہ وہ ایک بچھونے کی طرح ساکن معلوم ہو۔ اب نہ صرف اس سے عربی لفظ کے اصل ہونے کا پتہ لگ گیا بلکہ اس علم سے جو اس لفظ میں مخفی ہے یہ بھی پتہ لگ گیا کہ یہ الہامی زبان ہے ،انسان کی بنائی ہوئی نہیں۔ اور اس میں موجودہ سائنس کی تحقیقات سے پہلے بلکہ ہمیشہ سے زمین کی حرکت کا علم موجود ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مَیں نے اس بارے میں عربی کی دو سب سے بڑی لغتوں یعنی **لسان العرب اور تاج العروس** کو دیکھا ہے ان دونوں میں ارض کے لفظ کے ماتحت یہ دونوں معنے موجود ہیں کہ حرکت میں رہنے والی چیز اور ایسی چیز جو ایک فرش اور بچھونے کی طرح ہو بلکہ مزید لطف یہ ہے کہ ان لغتوں میں لکھا ہے کہ ارض کے روٹ میں جس حرکت کا مفہوم ہے وہ سیدھی حرکت نہیں بلکہ چکر والی حرکت ہے چنانچہ جب یہ کہنا ہو کہ میرے سر میں چکر ہے تو اس وقت ارض کا لفظ بولتے ہیں۔

(588)**بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ بعض اوقات حضور علیہ السلام کسی ہنسی کی بات پر ہنستے تھے اور خوب ہنستے تھے یہاں تک مَیں نے دیکھا ہے کہ ہنسی کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا جسے آپ انگلی یا کپڑے سے پونچھ دیتے تھے۔ مگر آپ کبھی بیہودہ بات یا تمسخر یا استہزاء والی بات پر نہیں ہنستے تھے۔ بلکہ اگر ایسی بات کوئی آپ کے سامنے کرتا تو منع کر دیتے تھے۔ چنانچہ میں نے ایک دفعہ ایک تمسخر کا نامناسب فقرہ کسی سے کہا۔ آپ پاس ہی چارپائی پر لیٹے تھے۔ ہُوں ہُوں کر کے منع کرتے ہوئے اُٹھ بیٹھے اور فرمایا یہ گناہ کی بات ہے۔ اگر حضرت صاحب نے منع نہ کیا ہوتا تو اس وقت مَیں وہ فقرہ بھی بیان کر دیتا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس روایت سے مجھے ایک بات یاد آگئی کہ ایک دفعہ جب مَیں ابھی بچہ تھا ہماری والدہ صاحبہ یعنی حضرت امّ المومنین نے مجھ سے مزاح کے رنگ میں بعض پنجابی الفاظ بتا بتا کر ان کے اردو مترادف پوچھنے شروع کئے۔ اس وقت مَیں یہ سمجھتا تھا کہ شاید حرکت کے لمبا کرنے سے ایک پنجابی لفظ اردو بن جاتا ہے۔ اس خود ساختہ اصول کے ماتحت مَیں جب اُوٹ پٹانگ جواب دیتا تھا تو والدہ صاحبہ بہت ہنستی تھیں اور حضرت صاحب بھی پاس کھڑے ہوئے ہنستے جاتے تھے۔ اسی طرح حضرت صاحب نے بھی مجھ سے ایک دو پنجابی الفاظ بتا کر ان کی اردو پوچھی اور پھر میرے جواب پر بہت ہنسے۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ اس وقت مَیں نے ’’کتّا‘‘ کی اردو ’’کُوتا‘‘ بتایا تھا اور اس پر حضرت صاحب بہت ہنسے تھے۔

(589)**بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ ایک دفعہ مسجد مبارک میں بعد نماز ظہر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی شیر علی صاحب کو بلا کر کچھ ارشاد فرمایا یا ان سے کچھ پوچھا مولوی صاحب نے (غالباً حضور کے رعب کی وجہ سے گھبرا کر) جواب میں اس طرح کے الفاظ کہے کہ ’’حضور نے یہ عرض کیا تھا۔ تو مَیں نے یہ فرمایا تھا‘‘ بجائے اس کے کہ اس طرح کہتے کہ حضور نے فرمایا تھا تو مَیں نے عرض کیا تھا۔ اس پر اہلِ مجلس ہنسی کو روک کر مسکرائے۔ مگر حضرت صاحب نے کچھ خیال نہ فرمایا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اول تو حضرت صاحب کو اِدھر خیال بھی نہ گیا ہوگا اور اگر گیا بھی ہو تو اس قسم کی بات کی طرف توجہ دینا یا اس پر مسکرانا آپ کے طریق کے بالکل خلاف تھا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی شیر علی صاحب کو چُوک کر اس قسم کے الفاظ کہہ دینا خود مولوی صاحب کے متعلق بھی یہ ظاہر کرتا ہے کہ باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کمال شفقت کے ان کے دل میں حضرت صاحب کا اتنا ادب اور رعب تھا کہ بعض اوقات گھبرا کر مُنہ سے اُلٹی بات نکل جاتی تھی۔

(590)**بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اولؓ کے بڑے لڑکے میاں عبدالحئی مرحوم کا نکاح بہت چھوٹی عمر میں حضرت صاحب نے پیر منظور محمد صاحب کی چھوٹی لڑکی (حامدہ بیگم) کے ساتھ کرا دیا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دونوں رضاعی بھائی بہن ہیں۔ اس پر علماء جماعت کی معرفت اس مسئلہ کی چھان بین ہوئی کہ رضاعت سے کس قدر دودھ پینا مراد ہے اور کیا موجودہ صورت میں رضاعت ہوئی بھی ہے یا نہیں۔ آخر تحقیقات کر کے اور مسئلہ پر غور کر کے یہ فیصلہ ہوا کہ واقعی یہ ہر دو رضاعی بہن بھائی ہیں اور نکاح فسخ ہو گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جہاں تک مجھے یاد ہے اس وقت حضرت صاحب اس طرف مائل تھے کہ اگر معمولی طور پر کسی وقت تھوڑا سا دودھ پی لیا ہے تو یہ ایسی رضاعت نہیں جو باعثِ حرمت ہو اور حضور کا میلان تھا کہ نکاح قائم رہ جائے مگر حضرت خلیفہ اولؓ کو فقہی احتیاط کی بناء پر انقباض تھا اس لئے حضرت صاحب نے فسخ کی اجازت دیدی۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

اے خالص عربوں کے گروہِ اتقیاء واصفیاء! اے سرزمین نبوت کے باسیو اور عظیم المرتبت بیت اللہ کی ہمسائیگی کا شرف پانے والو!
اس روحانی مائدہ سے فائدہ اٹھاؤ جو ہر روز اور چوبیس گھنٹے سجا ہوا ہے اور اس روحانی شربت سے اپنی پیاس بجھاؤ
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام لے کر آئے ہیں اور اسلام کو پھیلانے کیلئے اگلی صفوں میں آ کھڑے ہو
اور جیسا کہ تم اسلام کے آغاز میں تھے اسی طرح اس وقت بھی آگے بڑھنے والوں میں سے بن جاؤ کیونکہ تم سب سے زیادہ اس بات کا حق رکھتے ہو

ایم.ٹی.اے.العربیہ کے 15 سال پورے ہونے پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز پیغام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو النّاصر

اسلام آباد (برطانیہ)

25 / مارچ 2022ء

عرب بہنو اور بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایم ٹی اے العربیہ کی انتظامیہ نے مجھ سے پیغام بھجوانے کی درخواست کی ہے۔

اس موقع پر میرا پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے العربیہ کو جاری ہوئے 15 سال کا عرصہ گزر گیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ تھا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا اس کو عربوں کے حوالے سے بھی ہم نے پورا ہوتے دیکھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ ایم ٹی اے العربیہ کا اجرا ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے دور رس اور حوصلہ افزا نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔

ایم ٹی اے ان اسباب کا ثمرہ تھا جو خدا تعالیٰ نے اس زمانے میں اسلام کے بے مثال پھیلاؤ کیلئے مقدر کیے ہوئے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ہمیں تبلیغِ اسلام کیلئے ان جدید ذرائع کی بشارت دی تھی اور بتایا تھا کہ کس طرح ان تمام ذرائع کو آپ کے پیغام کی تبلیغ کیلئے مسخر کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

’’جیسا کہ خدا نے بغیر توسط معمولی اسباب کے جسمانی ضرورتوں کیلئے حال کی نئی ایجادوں میں زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزوں سے کام لیا ہے اور ریل گاڑیوں کو گھوڑوں سے بھی بہت زیادہ دوڑا کر دکھلایا ہے ایسا ہی اب وہ رُوحانی ضرورتوں کیلئے بغیر توسّط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لے گا۔ بڑے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہوں گے اور بہت سی چمکیں پیدا ہوں گی جن سے بہت سی آنکھیں کھل جائیں گی۔ تب آخر میں لوگ سمجھ جائیں گے کہ جو خدا کے سوا انسانوں اور دوسری چیزوں کو خدا بنایا گیا تھا یہ سب غلطیاں تھیں۔ سو تم صبر سے دیکھتے رہو کیونکہ خدا اپنی توحید کیلئے تم سے زیادہ غیرتمند ہے اور دُعا میں لگے رہو ایسا نہ ہو کہ نافرمانوں میں لکھے جاؤ۔ اے حق کے بھوکو اور پیاسو! سُن لو کہ یہ وہ دن ہیں جن کا ابتدا سے وعدہ تھا۔ خدا ان قصوں کو بہت لمبا نہیں کرے گا اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جب ایک بلند مینار پر چراغ رکھا جائے تو دور دور تک اس کی روشنی پھیل جاتی ہے اور یا جب آسمان کے ایک طرف بجلی چمکتی ہے تو سب طرفیں ساتھ ہی روشن ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی ان دنوں میں ہوگا کیونکہ خدا نے اپنی اس پیشگوئی کے پورا کرنے کیلئے کہ مسیح کی منادی بجلی کی طرح دنیا میں پھر جائے گی یا بلند مینار کے چراغ کی طرح دنیا کے چار گوشہ میں پھیلے گی زمین پر ہر ایک سامان مہیا کر دیا ہے۔‘‘

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 15-16)

آپ علیہ السلام نے مسیح موعود کے دمشق کے مشرق میں ایک سفید مینارے پر نزول کے بارہ میں الہامی اشارات پر مشتمل الفاظ میں فرمایا: ’’مسیح کے زمانہ کیلئے منارہ کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اُس کی روشنی اور آواز جلد تر دنیا میں پھیلے گی۔ اور یہ باتیں کسی اَور نبی کو میسّر نہیں آئیں۔ اور انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح کا آنا ایسے زمانہ میں ہوگا جیسا کہ بجلی آسمان کے ایک کنارہ میں چمک کر تمام کناروں کو ایک دم میں روشن کر دیتی ہے یہ بھی اِسی امر کی طرف اشارہ تھا یہی وجہ ہے کہ چونکہ مسیح تمام دنیا کو روشنی پہنچانے آیا ہے اس لئے اُس کو پہلے سے یہ سب سامان دیئے گئے۔ وہ خون بہانے کیلئے نہیں بلکہ تمام دنیا کیلئے صلح کاری کا پیغام لایا ہے۔‘‘

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن، جلد 16، صفحہ 18)

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایم ٹی اے انہی الفاظ کی عظیم تجلی ہے جو آپ علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلے تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی تبلیغ کو عربوں تک پہنچانے کیلئے بے چین تھے اور اس کام کو اپنے اہم مقاصد میں سے سمجھتے تھے، چنانچہ آپ علیہ السلام نے اسکی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

’’اس وقت ہمارے دو بڑے ضروری کام ہیں۔ ایک یہ کہ عرب میں اشاعت ہو۔ دوسرے یورپ پر اتمام حجت کریں۔ عرب پر اس لئے کہ اندرونی طور پر وہ حق رکھتے ہیں۔ ایک بہت بڑا حصہ ایسا ہوگا کہ ان کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ خدا نے کوئی سلسلہ قائم کیا ہے۔ اور یہ ہمارا فرض ہے کہ ان کو پہنچائیں۔ اگر نہ پہنچائیں تو معصیت ہوگی۔ ایسا ہی یورپ والے حق رکھتے ہیں کہ اُن کی غلطیاں ظاہر کی جاویں کہ وہ ایک بندہ کو خدا بنا کر خدا سے دور جا پڑے ہیں۔‘‘ (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 253، ایڈیشن 1984ء)

آپ علیہ السلام عربوں کے بارے میں حسن ظن رکھتے تھے۔ اس لیے آپ نے ان لوگوں کو جو عربوں تک آپ کی تبلیغ پہنچنے کے بارہ میں مایوسی یا ان کے بارہ میں بدگمانی کا اظہار کرتے تھے، جواب دیتے ہوئے فرمایا:

’’اور وہ لوگ جن کا یہ گمان ہے کہ عرب کے لوگ قبول نہیں کریں گے اور نہ سنیں گے پس ہمارے پاس اس نادانی کا بجز اس کے اور کوئی جواب نہیں کہ ہم ان کے اس خیال پر لاحول پڑھیں اور ان کی سمجھ پر اِنَّا لِلّٰہ کہیں۔ کیا نہیں جانتے کہ عرب کے لوگ حق کے قبول کرنے میں ہمیشہ اور قدیم زمانہ سے پیش دست رہے ہیں بلکہ وہ اس بات میں جڑ کی طرح ہیں اور دوسرے ان کی شاخیں ہیں۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ ہمارا کاروبار خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک رحمت ہے اور عرب کے لوگ الٰہی رحمت کے قبول کرنے کیلئے سب سے زیادہ حقدار اور قریب اور نزدیک ہیں اور مجھے خدا تعالیٰ کے فضل کی خوشبو آ رہی ہے سو تم نو امیدی کی باتیں مت کرو اور نا امیدوں میں سے مت ہو جاؤ۔‘‘ (ترجمہ عربی عبارت از نور الحق، روحانی خزائن، جلد 8، صفحہ 26)

چنانچہ عربوں کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ حسن ظن بڑا سچا ثابت ہوا اور انہوں نے اس دعوت کو قبول کیا جو حقیقی اسلام ہے اور اسلام کی وہ نشاۃ ثانیہ ہے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص خادم، امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے ظاہر فرمائے۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کیے جانے والے دو وعدے بھی پورے ہو گئے جو مندرجہ ذیل دو الہاموں میں مذکور ہیں: ’’یصلّون علیك صلحاءُ العرب وأبدال الشام ‘‘ یعنی تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔

اور ’’یَدْعون لك أبدالُ الشام وعبادُ اللہ من العرب ‘‘ یعنی تیرے لیے ابدال شام کے دعا کرتے ہیں اور بندے خدا کے عرب میں سے دعا کرتے ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

آخر پر میں عربوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض کلمات سے مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہوں:

اے خالص عربوں کے گروہِ اتقیاء واصفیاء! اے سرزمین نبوت کے باسیو اور عظیم المرتبت بیت اللہ کی ہمسائیگی کا شرف پانے والو! اے عرب کے شرفاء! اور اے عربوں کے جگر گوشو! اے اس زمین کے باسیو جس پر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پڑے! اس روحانی مائدہ سے فائدہ اٹھاؤ جو ہر روز اور چوبیس گھنٹے سجا ہوا ہے اور اس روحانی شربت سے اپنی پیاس بجھاؤ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام لے کر آئے ہیں اور اسلام کو پھیلانے کیلئے اگلی صفوں میں آ کھڑے ہو۔ اور جیسا کہ تم اسلام کے آغاز میں تھے اسی طرح اس وقت بھی آگے بڑھنے والوں میں سے بن جاؤ کیونکہ تم سب سے زیادہ اس بات کا حق رکھتے ہو۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرب دنیا کو زمانۂ حال کی اس عظیم نعمت MTA سے غیر معمولی فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور اس میں کام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ وہ حقیقی رنگ میں احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام عرب دنیا کو پہنچانے والے ہوں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس چینل کو مزید کامیابیوں سے نوازے۔ آمین۔

والسلام

مخلص

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(حضور کے عربی پیغام کا اردو ترجمہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 12 / اپریل 2022ء کے شکریہ کے ساتھ پیش ہے)

ہمارا یہ جلسہ خالص دینی جلسہ ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلسوں کا مقصد افرادِ جماعت کو اُن اعلیٰ معیاروں تک پہنچانا تھا جہاں تقویٰ میں ترقی بھی نظر آئے، ایمان کی مضبوطی بھی نظر آئے اور حقوق العباد کی ادائیگی کے معیار بھی بلند ہوتے نظر آئیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک اور زرّیں ارشادات کے حوالہ سے تقویٰ کی اہمیت وعظمت اور تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کے حصول کے بارہ میں تاکیدی نصائح

اگر آج ہم اس بات پر خوش ہیں کہ جماعت احمدیہ برطانیہ سوسالہ جوبلی منارہی ہے تو اس کا فائدہ تبھی ہے جب یہ سوسال ہمارے اندر ایک انقلاب پیدا کرنے کا ذریعہ بننے والے ہوں اور ہم یہ عہد کریں کہ آئندہ نسلوں میں بھی ہم اُس تعلیم کو جاری رکھیں گے، اُن خواہشات کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے کی ہیں، ورنہ یہ جوبلیاں اور یہ فنکشن اور یہ دعوے اور نعرے کوئی چیز نہیں

پاکستان اور دنیا بھر کے احمدیوں کیلئے اور دنیائے اسلام کیلئے خاص دعاؤں کی تحریک

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 30/اگست 2013ء بروز جمعۃ المبارک سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی آلٹن میں افتتاحی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

جیسا کہ کچھ حد تک میں خطبہ میں بھی ذکر کر چکا ہوں، ہمارا یہ جلسہ خالص دینی جلسہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلسوں کا مقصد افرادِ جماعت کو اُن اعلیٰ معیاروں تک پہنچانا تھا جہاں تقویٰ میں ترقی بھی نظر آئے، ایمان کی مضبوطی بھی نظر آئے اور حقوق العباد کی ادائیگی کے معیار بھی بلند ہوتے نظر آئیں۔ اس بارے میں آپ علیہ السلام نے بارہا ہمیں توجہ دلائی ہے، بارہا ہمیں نصائح فرمائی ہیں، بار بار بڑے درد اور فکر سے ان باتوں کو دہرایا تا کہ ہماری روحانی اور عملی حالتوں میں ترقی ہو۔ ہم اُس مقام پر پہنچ سکیں جو زمانے کے امام کے ساتھ جڑنے کی وجہ سے ہمیں حاصل ہونا چاہئے۔ ہم وہ معیار حاصل کر سکیں جو ایک حقیقی مسلمان کو حاصل کرنا چاہئے تا کہ وہ انعامات حاصل کر سکیں، اُن حقیقی خوشخبریوں کے حاصل کرنے والے بن سکیں جو اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقی مسلمان کیلئے مقدر کی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان نصائح کو مختلف جگہوں پر پیش فرمایا، مختلف رنگ میں پیش فرمایا۔ ان نصائح کو مَیں آپ کے الفاظ میں ہی اس وقت آپ کے سامنے رکھوں گا تا کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دلی کیفیت کا اندازہ ہو، اور ہمارے سامنے آپ کی دلی کیفیت آ جائے اور ہم جلسے کے اس خاص ماحول میں اور اس ماحول کے زیرِ اثر زیادہ سے زیادہ ان معیاروں کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ سچی خوشحالی اور راحت کس طرح حاصل ہوتی ہے، فرماتے ہیں کہ:

"لوگ حقیقتِ اسلام سے بالکل دُور جا پڑے ہیں۔ اسلام میں حقیقی زندگی ایک موت چاہتی ہے جو تلخ ہے لیکن جو اس کو قبول کرتا ہے آخر وہی زندہ ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ انسان دنیا کی خواہشوں اور لذتوں کو ہی جنّت سمجھتا ہے حالانکہ وہ دوزخ ہے۔ اور سعید آدمی خدا کی راہ میں تکالیف کو قبول کرتا ہے اور وہی جنت ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا فانی ہے اور سب مرنے کیلئے پیدا ہوئے ہیں۔ آخر ایک وقت آ جاتا ہے کہ سب دوست، آشنا، عزیز واقارب جدا ہو جاتے ہیں۔ اُس وقت جس قدر ناجائز خوشیوں اور لذتوں کو راحت سمجھتا ہے وہ تلخیوں کی صورت میں نمودار ہو جاتی ہیں۔ سچی خوشحالی اور راحت تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی اور تقویٰ پر قائم ہونا گویا زہر کا پیالہ پینا ہے۔ متقی کیلئے خدا تعالیٰ ساری راحتوں کے سامان مہیا کر دیتا ہے۔ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: 3-4) پس خوشحالی کا اصول تقویٰ ہے۔ لیکن حصولِ تقویٰ کیلئے نہیں چاہئے کہ ہم شرطیں باندھتے پھریں۔ تقویٰ اختیار کرنے سے جو مانگو گے ملے گا۔ خدا تعالیٰ رحیم وکریم ہے، تقویٰ اختیار کرو جو چاہو گے وہ دے گا۔ جس قدر اولیاء اللہ اور اقطاب گزرے ہیں انہوں نے جو کچھ حاصل کیا تقویٰ ہی سے حاصل کیا۔ اگر وہ تقویٰ اختیار نہ کرتے تو وہ بھی دنیا میں معمولی انسانوں کی حیثیت سے زندگی بسر کرتے۔ دس بیس کی نوکری کر لیتے یا کوئی اَور حِرفہ یا پیشہ اختیار کر لیتے۔ اس سے زیادہ کچھ نہ ہوتا۔ مگر آج جو عروج اُن کو ملا اور جس قدر شہرت اور عزّت انہوں نے پائی۔ یہ سب تقویٰ ہی کی بدولت تھی۔ انہوں نے ایک موت اختیار کی اور زندگی اُسکے بدلے میں پائی۔" (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 90، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

"قرآنِ شریف تقویٰ ہی کی تعلیم دیتا ہے اور یہی اس کی علّتِ غائی ہے۔" یعنی یہی اسکا اصل مقصد ہے "اگر انسان تقویٰ اختیار نہ کرے تو اس کی نمازیں بھی بے فائدہ اور دوزخ کی کلید ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ اس کی طرف اشارہ کر کے سعدی کہتا ہے ؎

کلید در دوزخ است آں نماز کہ در چشم مردم گذاری دراز"

یعنی دوزخ کی کنجی وہ نماز ہے جو لوگوں کیلئے لمبی کر کے پڑھی جائے یعنی دکھاوے کیلئے پڑھی جائے۔

فرمایا: "ریاء الناس کیلئے خواہ کوئی کام بھی کیا جاوے اور اس میں کتنی ہی نیکی ہو وہ بالکل بے سُود اور الٹا عذاب کا موجب ہو جاتا ہے۔ اِحیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ہمارے زمانے کے فقراء خدا تعالیٰ کیلئے عبادت کرنا ظاہر کرتے ہیں مگر دراصل وہ خدا کیلئے نہیں کرتے بلکہ مخلوق کے واسطے کرتے ہیں۔ انہوں نے عجیب عجیب حالات ان لوگوں کے لکھے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں (کہ) ان کے لباس کے متعلق لکھا ہے کہ اگر وہ سفید کپڑے پہنتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ عزت میں فرق آئے گا" یعنی سفید کپڑے، صاف ستھرے کپڑے پہننے سے اُن کی بزرگی ظاہر نہیں ہو گی "اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر میلے رکھیں گے تو عزت میں فرق آئے گا" اگر میلے ہوں گے تو پھر امراء کے سامنے سبکی ہو گی، وہاں جا نہیں سکیں گے "اس لئے امراء میں داخل ہونے کے واسطے یہ تجویز کرتے ہیں کہ اعلیٰ درجہ کے کپڑے پہنیں مگر ان کو رنگ لیتے ہیں۔ ایسا ہی اپنی عبادتوں کو ظاہر کرنے کیلئے عجیب عجیب راہیں اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً روزہ کے ظاہر کرنے کے واسطے" دوسروں کو یہ بتانے کیلئے کہ میں نے نفلی روزہ رکھا ہوا ہے "وہ کسی کے ہاں کھانے کے وقت پر پہنچتے ہیں اور وہ کھانے کیلئے اصرار کرتے ہیں" اگر گھر والا کھانے کیلئے اصرار کرے "تو یہ کہتے ہیں کہ آپ کھائیے میں نہیں کھاؤں گا، مجھے کچھ عذر ہے۔ اس فقرہ کے یہ معنی ہوتے ہیں (کہ) مجھے روزہ ہے۔ اس طرح پر حالات ان کے لکھے ہیں۔ پس دنیا کی خاطر اور اپنی عزت اور شہرت کیلئے کوئی کام کرنا خدا تعالیٰ کی رضامندی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اس زمانہ میں بھی دنیا کی ایسی ہی حالت ہو رہی ہے۔ ہر ایک چیز اپنے اعتدال سے گر گئی ہے۔ عبادات اور صدقات سب کچھ ریاکاری کے واسطے ہو رہے ہیں۔ اعمال صالحہ کی جگہ چند رسوم نے لے لی ہے۔ اس لئے رسوم کے توڑنے سے یہی غرض ہوتی ہے کہ کوئی فعل یا قول قال اللہ اور قال الرسول کے خلاف اگر ہو تو اسے توڑا جائے۔" یعنی وہ تمام رسمیں جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے خلاف ہیں وہ بدعات ہیں، وہ رسوم ہیں، اُن کو توڑنا ہمارا فرض ہے۔

فرمایا: "جبکہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور ہمارے سب اقوال اور افعال اللہ تعالیٰ کے نیچے ہونے ضروری ہیں پھر ہم دنیا کی پروا کیوں کریں؟ جو فعل اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو اس کو دور کر دیا جاوے اور چھوڑا جاوے۔ جو حدودِ الٰہی اور وصایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہوں ان پر عمل کیا جاوے کہ اِحیاءِ سنّت اسی کا نام ہے۔ اور جو امور وصایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے خلاف نہ ہوں یا اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف نہ ہوں اور نہ ان میں ریاکاری مدّنظر ہو بلکہ بطور اظہار شکر اور تحدیث بالنعمۃ ہوں تو اس کیلئے کوئی حرج نہیں۔" (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 391-390، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اگر دکھاوا نہیں ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کیلئے تحدیثِ نعمت کے طور پر اللہ تعالیٰ کے انعامات کا اظہار ہوتا ہے تو پھر یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق ہے اور یہ جائز ہے۔ لیکن اس کیلئے ہم میں سے ہر شخص کو ہر ایک کو اپنے دل کو خود ٹٹولنا ہو گا کہ کیا یہ اظہار اللہ تعالیٰ کے شکرِ نعمت کے طور پر ہے یا خود پسندی کے اظہار کے طور پر اور دنیا دکھاوے کیلئے۔

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ تقویٰ سے انسان اللہ تعالیٰ کے کس قدر انعامات کا وارث بنتا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"اصل تقویٰ جس سے انسان دھویا جاتا ہے اور صاف ہوتا ہے اور جس کیلئے انبیاء آتے ہیں وہ دنیا سے اُٹھ گیا ہے۔ کوئی ہو گا جو قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا (الشمس: 10) کا مصداق ہو گا۔ پاکیزگی اور طہارت عمدہ شئے ہے۔ انسان پاک اور مطہر ہو تو فرشتے اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔ لوگوں میں اس کی قدر نہیں ہے ورنہ ان کی لذات کی ہر ایک شئے حلال ذرائع سے ان کو ملے۔ چور چوری کرتا ہے کہ مال ملے لیکن اگر وہ صبر کرے تو خدا تعالیٰ اسے اور راہ سے مالدار کر دے۔ اسی طرح زانی زنا کرتا ہے اگر صبر کرے تو خدا تعالیٰ اس کی خواہش کو اور راہ سے پوری کر دے جس میں اس کی رضا حاصل ہو۔ حدیث میں ہے کہ کوئی چور چوری نہیں کرتا مگر اس حالت میں کہ وہ مومن نہیں ہوتا اور کوئی زانی زنا نہیں کرتا مگر اس حالت میں کہ وہ مومن نہیں ہوتا۔" یعنی کوئی بھی برائی جب انسان کرتا ہے، اُس وقت جو اُسکی حالت ہوتی ہے اُسکے دل سے اُس وقت ایمان نکل چکا ہوتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایمان کی حالت ہو اور انسان برائیوں میں مبتلا ہو کیونکہ خدا تعالیٰ کا خوف اُس سے نکل جاتا ہے اور جب خدا تعالیٰ کا خوف نکلا تو ایمان بھی نکل گیا۔ پھر آپ اس فقرے کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "جیسے بکری کے سر پر شیر کھڑا ہو تو وہ گھاس بھی نہیں کھا سکتی تو بکری جتنا ایمان بھی لوگوں کا نہیں ہے۔ اصل جڑ اور مقصود تقویٰ ہے۔ جسے وہ عطا ہو تو سب کچھ پا سکتا ہے۔" اگر یہ ایمان ہو کہ خدا تعالیٰ میرے ہر فعل کو دیکھ رہا ہے تو یہ برائیاں ہو ہی نہیں سکتیں، کسی برائی میں انسان مبتلا نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ: "اصل جڑ اور مقصود تقویٰ ہے۔ جسے وہ عطا ہو تو وہ سب کچھ پا سکتا ہے۔ بغیر اسکے ممکن نہیں ہے کہ انسان صغائر اور کبائر سے بچ سکے۔" چھوٹے گناہوں اور بڑے گناہوں سے بچے۔ "انسانی حکومتوں کے احکام گناہوں سے نہیں بچا سکتے۔" جتنی بھی حکومتیں ہیں ان کے قانون ہیں، ان کے حکم ہیں، یہ گناہوں سے نہیں بچا سکتے، بلکہ اب تو حکومتوں کے قانون ایسے بن رہے ہیں جو گناہوں میں مبتلا کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حکومتوں پر بھی رحم کرے اور ان کو عقل اور سمجھ عطا کرے۔ فرمایا: "حُکّام ساتھ ساتھ تو نہیں پھرتے کہ ان کو خوف رہے۔ انسان اپنے آپ کو اکیلا خیال کر کے گناہ کرتا ہے ورنہ وہ کبھی نہ کرے اور جب وہ اپنے آپ کو اکیلا سمجھتا ہے اس وقت وہ دہریہ ہوتا ہے۔" جہاں انسان نے یہ سمجھا کہ میں اکیلا ہوں اور مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا، اس کا مطلب خدا تعالیٰ کا خوف بھی ختم ہو گیا اور جب یہ ختم ہوا تو فرمایا اُس وقت وہ دہریہ ہوتا ہے۔ "اور یہ خیال نہیں کرتا کہ میرا خدا میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھے دیکھتا ہے۔ ورنہ اگر وہ یہ سمجھتا تو کبھی گناہ نہ کرتا۔ تقویٰ سے سب شئے ہے۔ قرآن نے ابتدا اسی سے کی ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ

نَسۡتَعِیۡنُ (الفاتحہ:5) سے مراد بھی تقویٰ ہے کہ انسان اگر چہ عمل کرتا ہے مگر خوف سے جرأت نہیں کرتا کہ اسے اپنی طرف منسوب کرے اور اسے خدا کی استعانت سے خیال کرتا ہے اور پھر اسی سے آئندہ کیلئے استعانت طلب کرتا ہے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرنا اور اپنے ہر فعل کو اللہ تعالیٰ کی مدد کی وجہ سے عمل میں لائے جانے کو جب انسان سوچتا ہے تو یہی تقویٰ ہے۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ (الفاتحہ:5) جب ہم کہتے ہیں تو یہ تقویٰ کی طرف لے جانے والی چیز ہے۔ فرمایا: ''پھر دوسری سورت بھی ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ (البقرۃ:3) سے شروع ہوتی ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ سب اسی وقت قبول ہوتا ہے جب انسان متقی ہو۔ اس وقت خدا تمام داعی گناہ کے اٹھا دیتا ہے۔'' یعنی خواہشات اور ارادے جو گناہوں کے ہوں اٹھا دیتا ہے۔ ''بیوی کی ضرورت ہو تو بیوی دیتا ہے۔ دوا کی ضرورت ہو تو دوا دیتا ہے۔ جس شئے کی حاجت ہو وہ دیتا ہے اور ایسے مقام سے روزی دیتا ہے کہ اسے خبر نہیں ہوتی۔ ایک اور آیت قرآن شریف میں ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا (حٰمٓ سجدہ:31) اس سے بھی مراد متقی ہیں۔ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا یعنی ان پر زلزلے آئے، ابتلاء آئے، آندھیاں چلیں مگر ایک عہد جو اس سے کر چکے ہیں اس سے نہ پھرے۔ پھر آگے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب انہوں نے ایسا کیا اور صدق اور وفا دکھلائی تو اس کا اجر یہ ملا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یعنی ان پر فرشتے اترے اور کہا کہ خوف اور حزن مت کرو، تمہارا خدا متولّی ہے۔ وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ (حٰمٓ سجدہ:31) اور بشارت دی کہ تم خوش ہو اس جنت سے۔ اور اس جنت سے یہاں مراد دنیا کی جنت ہے جیسے قرآن مجید میں ہے۔ وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ (الرحمٰن:47)'' اور جو اپنے رب کی شان سے ڈرتا ہے، اُسکے مقام سے ڈرتا ہے، اُس کیلئے دو جنّتیں ہیں، دنیا میں بھی اور اخروی بھی۔ پھر فرماتے ہیں ''پھر آگے ہے۔ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ (حٰمٓ السجدۃ:32) دنیا اور آخرت میں ہم تمہارے ولی اور متکفّل ہیں۔'' (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 557 تا559، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک موقع پر آپ علیہ السلام نے تقویٰ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''ہمیں جس بات پر مامور کیا ہے وہ یہی ہے'' یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد کیا ہے؟ فرمایا ''وہ یہی ہے کہ تقویٰ کا میدان خالی پڑا ہے۔ تقویٰ ہونا چاہئے نہ یہ کہ تلوار اٹھاؤ۔ یہ حرام ہے۔ اگر تم تقویٰ کرنے والے ہو گے تو ساری دنیا تمہارے ساتھ ہو گی۔ پس تقویٰ پیدا کرو۔ جو لوگ شراب پیتے ہیں یا جن کے مذہب کے شعائر میں شراب جزو اعظم ہے ان کو تقویٰ سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا۔ وہ لوگ نیکی سے جنگ کر رہے ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو ایسی خوش قسمت دے اور انہیں توفیق دے کہ وہ بدیوں سے جنگ کرنے والے ہوں اور تقویٰ اور طہارت کے میدان میں ترقی کریں، یہی بڑی کامیابی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی چیز مؤثر نہیں ہوسکتی۔ اس وقت کُل دنیا کے مذاہب کو دیکھ لو کہ اصل غرض تقویٰ مفقود ہے اور دنیا کی وجاہتوں کو خدا بنایا گیا ہے۔ حقیقی خدا چُھپ گیا ہے اور سچے خدا کی ہتک کی جاتی ہے۔ مگر اب خدا چاہتا ہے کہ وہ آپ ہی مانا جاوے اور دنیا کو اس کی معرفت ہو۔ جو لوگ دنیا کو خدا سمجھتے ہیں وہ متوکّل نہیں ہو سکتے۔'' (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 645، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرمایا کہ تمام قسم کے اخلاقِ رذیلہ کو چھوڑنے اور اخلاق فاضلہ اختیار کرنے کیلئے تقویٰ میں ترقی ضروری ہے۔

اس بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ ''متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلفِ حقوق، ریا، عُجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو تو اخلاق رذیلہ سے پرہیز کر کے اُن کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ لوگوں سے مروّت، خوش خلقی، ہمدردی سے پیش آوے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے۔ خدمات کے مقام محمود تلاش کرے۔ ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں وہی اصل متقی ہوتے ہیں''۔ یعنی اگر ایک ایک خُلق فرداً فرداً کسی میں ہوں تو اسے متقی نہ کہیں گے جب تک بحیثیت مجموعی اخلاق فاضلہ اس میں نہ ہوں۔'' اور ایسے ہی شخصوں کیلئے لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (البقرۃ:62) ہے۔ اور اسکے بعد ان کو کیا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کا متولّی ہو جاتا ہے جیسے کہ وہ فرماتا ہے۔ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیۡنَ (الاعراف:197) حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتے ہیں۔ ان کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں۔ ان کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتے ہیں۔ ان کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتے ہیں اور ایک اور حدیث میں ہے کہ جو میرے ولی کی دشمنی کرتا ہے مَیں اس کو کہتا ہوں کہ میرے مقابلہ کیلئے تیار رہو۔ ایک جگہ فرمایا ہے کہ جب کوئی خدا کے ولی پر حملہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر ایسے جھپٹ کر آتا ہے جیسے ایک شیرنی سے کوئی اس کا بچہ چھینے تو وہ غضب سے جھپٹتی ہے۔''

پھر فرمایا کہ ''خدا کی رحمت کے سرچشمہ سے فائدہ اٹھانے کا اصل قاعدہ یہی ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ خاصّہ ہے کہ جیسے اس انسان کا قدم بڑھتا ہے ویسے ہی پھر خدا کا قدم بڑھتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی خاص رحمتیں ہر ایک کے ساتھ نہیں ہوتیں۔ اور اسی لئے جن پر یہ ہوتی ہیں ان کیلئے وہ نشان بولی جاتی ہیں۔ اس کی نظیر دیکھ لو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے دشمنوں نے کیا کیا کوششیں آپ کی ناکامیابی کے واسطے کیں مگر ایک پیش نہ گئی حتیٰ کہ قتل کے منصوبے کئے۔ مگر آخر ناکامیاب ہی ہوئے......''

فرماتے ہیں: ''اپنے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت اور عظمت کا سلسلہ جاری رکھیں اور اس کیلئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی شئے نہیں ہے کیونکہ روزے تو ایک سال کے بعد آتے ہیں اور زکوٰۃ صاحبِ مال کو دینی پڑتی ہے۔ مگر نماز ہے کہ ہر ایک (حیثیت کے آدمی) کو پانچ وقت ادا کرنی پڑتی ہے۔ اسے ہرگز ضائع نہ کریں۔ اسے بار بار پڑھو اور اس خیال سے پڑھو کہ میں ایسی طاقت والے کے سامنے کھڑا ہوں کہ اگر اسکا ارادہ ہو تو ابھی قبول کر لیوے۔'' (اتنا پکا ایمان ہونا چاہئے) ''اسی حالت میں بلکہ اسی ساعت میں بلکہ اسی سیکنڈ میں۔'' قبول کر لے ''کیونکہ دوسرے دنیاوی حاکم تو خزانوں کے محتاج ہیں اور ان کو فکر ہوتی ہے کہ خزانہ خالی نہ ہو جاوے اور ناداری کا ان کو فکر لگا رہتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کا خزانہ ہر وقت بھرا بھرایا ہے۔ جب اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو صرف یقین کی حاجت ہوتی ہے۔'' یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کا خزانہ ہر جگہ ہر وقت بھرا ہوا ہے، اگر یہ حالت ہو تو فرمایا۔ ''اسے اس امر پر یقین ہو کہ مَیں ایک سمیع، علیم اور خبیر اور قادر ہستی کے سامنے کھڑا ہوا ہوں اگر اسے مہر آ جاوے تو ابھی دے دیوے۔'' یعنی یہ یقین بھی ہو اللہ تعالیٰ پر کہ وہ دعائیں سننے والا ہے اور سب خزانوں کا مالک ہے اور اگر اُس پر ابھی مہربانی آ جائے تو ابھی دے دیوے۔ فرمایا ''بڑی تضرع سے دعا کرے۔ نا اُمید اور بدظن ہرگز نہ ہووے اور اگر اسی طرح کرے تو (اس راحت کو) جلدی دیکھ لے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے اور اَور فضل بھی شامل حال ہوں گے اور خود خدا بھی ملے گا۔ تو یہ طریق ہے جس پر کاربند ہونا چاہیے۔ مگر ظالم فاسق کی دعا قبول نہیں ہوا کرتی کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے لاپروا ہے۔ ایک بیٹا اگر باپ کی پروا نہ کرے اور ناخلف ہو تو باپ کو اس کی پروا نہیں ہوتی تو خدا کو کیوں ہو۔'' (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 680 تا 682، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک اہم بات جو ایک حقیقی احمدی میں ہونی چاہئے وہ ایمان کی حالت ہے، اس کی مضبوطی کی حالت ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو قسموں کا ذکر فرمایا ہے۔ جس میں سے ایک ایمان کا زبانی اقرار ہے، وہ جو ہر ایک کہتا ہے کہ الحمدللہ میں مسلمان ہوں، مسلمان بھی کہتے ہیں اور دوسرا اس کا عملی اظہار ہے۔ یعنی ایک زبانی اظہار اور ایک عملی اظہار۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان دو قسم کا ہے۔ ایک وہ ایمان ہے جو صرف زبان تک محدود ہے اور اس کا اثر افعال اور اعمال پر کچھ نہیں۔ دوسری قسم ایمان باللہ کی یہ ہے کہ عملی شہادتیں اس کے ساتھ ہوں۔ پس جب تک یہ دوسری قسم کا ایمان پیدا نہ ہو مَیں نہیں کہہ سکتا کہ ایک آدمی خدا کو مانتا ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کو مانتا بھی ہو اور پھر گناہ بھی کرتا ہو۔ دنیا کا بہت بڑا حصہ پہلی قسم کے ماننے والوں کا ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ وہ لوگ اقرار کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں مگر یہ دیکھتا ہوں کہ اس اقرار کے ساتھ ہی وہ دنیا کی نجاستوں میں مبتلا اور گناہ کی کدورتوں سے آلودہ ہیں۔ پھر وہ کیا بات ہے کہ وہ خاصّہ جو ایمان باللہ کا ہے اسکو حاضر ناظر مان کر پیدا نہیں ہوتا؟ دیکھو! انسان ایک ادنیٰ درجہ کے چوہڑے چمار کو حاضر ناظر دیکھ کر اس کی چیز نہیں اٹھاتا پھر اس خدا کی مخالفت اور اسکے احکام کی خلاف ورزی میں دلیری اور جرأت کیوں کرتا ہے جس کی بابت کہتا ہے (یعنی جس کے بارے میں کہتا ہے) مجھے اس کا اقرار ہے۔ مَیں اس بات کو مانتا ہوں کہ دنیا کے اکثر لوگ ہیں جو اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں۔ کوئی پرمیشر کہتا ہے کوئی گاڈ کہتا ہے کوئی اور نام رکھتا ہے۔ مگر جب عملی پہلو سے ان کے اس ایمان اور اقرار کا امتحان لیا جاوے اور دیکھا جاوے تو کہنا پڑے گا کہ وہ نرا دعویٰ ہے جس کے ساتھ عملی شہادت کوئی نہیں۔'' (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 607-608، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آپ علیہ السلام کی بعثت کا مقصد تھا کہ اس زبانی دعویٰ کو عملی شہادت کے ساتھ سجایا جائے۔ آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالمِ آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے۔ اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اُس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ بھروسہ ہرگز اُس کو خدا تعالیٰ اور عالمِ آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر کچھ اَور ہے اور دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔'' (کتاب البریہ، روحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 292-291 حاشیہ)

پس ہم جو اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلامِ صادق کی طرف منسوب کرنے والے ہیں، اس کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں جسے احیاءِ دین کیلئے بھیجا گیا تھا، جسے اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کیلئے بھیجا گیا تھا، بندوں کا تعلق جڑوانے کیلئے بھیجا گیا تھا، ایمانوں کو تازہ کرنے کیلئے بھیجا گیا تھا، ہمیں ہر وقت اپنے جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے کہ ہمارے ایمانوں کا معیار کیا ہے؟

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''انسان کی فطرت میں یہ امر واقعہ ہے کہ وہ جس چیز پر یقین لاتا ہے اس کے نقصان سے بچنے اور اسکے منافع کو لینا چاہتا ہے۔ دیکھو سنکھیا ایک زہر ہے اور انسان جبکہ اس بات کا علم رکھتا ہے کہ اس کی ایک رَتّی بھی ہلاک کرنے کو کافی ہے تو کبھی وہ اس کو کھانے کیلئے دلیری نہیں کرتا اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اس کا کھانا ہلاک ہونا ہے۔ پھر کیوں وہ خدا تعالیٰ کو مان کر ان نتائج کو پیدا نہیں کرتا جو ایمان باللہ کے ہیں۔ اگر سنکھیا کے برابر بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو تو اس کے جذبات اور جوشوں پر موت وارد ہو جاوے۔ مگر نہیں۔ یہ کہنا پڑے گا کہ نرا قول ہی قول ہے، ایمان کو یقین کا رنگ نہیں دیا گیا ہے۔ یہ اپنے نفس کو دھوکا دیتا ہے اور دھوکا کھاتا ہے جو کہتا ہے کہ مَیں خدا کو مانتا ہوں۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''پس پہلا فرض انسان کا یہ ہے کہ وہ اپنے اس ایمان کو درست کرے جو وہ اللہ پر رکھتا ہے۔ یعنی اس کو اپنے اعمال سے ثابت کر دکھائے کہ کوئی فعل ایسا اُس سے سرزد نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کے احکام کے خلاف ہو۔'' (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 608، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ علیہ السلام حقیقی ایمان کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''حقیقی ایمان ایک موت ہے۔ جب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سوچو دعائے فاتحہ کو پڑھ کے بار بار ✡ کرتی ہے یہ تمام حقیقت کو آشکار
دیکھو خدا نے تم کو بتائی دعا یہی ✡ اس کے حبیب نے بھی پڑھائی دعا یہی

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا ✡ نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا ✡ کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

تک انسان اس موت کو اختیار نہ کرے، دوسری زندگی مل نہیں سکتی۔‘‘

فرمایا:’’جو لوگ نری بیعت کر کے چاہتے ہیں کہ خدا کی گرفت سے بچ جائیں وہ غلطی کرتے ہیں۔ان کو نفس نے دھوکا دیا ہے۔دیکھو طبیب جس وزن تک مریض کو دوا پلانی چاہتا ہے اگر وہ اس حد تک نہ پیوے تو شفا کی امید رکھنی فضول ہے‘‘۔ڈاکٹر کے نسخے کے مطابق جو دوا ہے، وہی کھائی جائے تو تبھی امید رکھی جا سکتی ہے کہ صحت بھی ہو۔فرمایا’’ مثلاً وہ چاہتا ہے کہ دس تولہ استعمال کرے‘‘۔اگر کوئی طبیب یا ڈاکٹر کہتا ہے کہ دوائی کا دس تولہ استعمال کرے۔’’اور یہ صرف ایک ہی قطرہ کافی سمجھتا ہے، یہ نہیں ہوسکتا۔پس اس حد تک صفائی کرو اور تقویٰ اختیار کرو جو خدا کے غضب سے بچانے والا ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ رجوع کرنے والوں پر رحم کرتا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔‘‘(ملفوظات، جلد 2،صفحہ 648،ایڈیشن 2003ءمطبوعہ ربوہ)

فرمایا:’’اس شرط سے دین کو کبھی قبول نہ کرنا چاہئے کہ مَیں مالدار ہو جاؤں گا، مجھے فلاں عہدہ مل جاوے گا۔یاد رکھو کہ شرطی ایمان لانے والے سے خدا تعالیٰ بیزار ہے۔بعض وقت مصلحتِ الٰہی یہی ہوتی ہے کہ دنیا میں انسان کی کوئی مراد حاصل نہیں ہوتی، طرح طرح کے آفات، بلائیں، بیماریاں اور نامرادیاں لاحق ہوتی ہیں، مگر اُن سے گھبرانا نہ چاہئے۔موت ہر ایک کے واسطے کھڑی ہے۔اگر بادشاہ ہو جاوے گا تو کیا موت سے بچ جاوے گا؟ غریبی میں بھی مرنا ہے، بادشاہی میں بھی مرنا ہے۔اس لئے سچی توبہ کرنے والے کو اپنے ارادوں میں دنیا کی خواہش نہ ملانی چاہئے۔‘‘(ملفوظات، جلد 3،صفحہ 220،ایڈیشن 2003ءمطبوعہ ربوہ)

فرمایا:’’ہر مومن کا یہی حال ہوتا ہے۔اگر وہ اخلاص اور وفاداری سے اس کا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کا ولی بنتا ہے۔لیکن اگر ایمان کی عمارت بوسیدہ ہے تو پھر بیشک خطرہ ہوتا ہے۔ہم کسی کے دل کا حال تو جانتے ہی نہیں۔سینہ کا علم تو خدا کو ہی ہے مگر انسان اپنی خیانت سے پکڑا جاتا ہے۔اگر خدا تعالیٰ سے معاملہ صاف نہیں تو پھر بیعت فائدہ دے گی نہ کچھ اَور۔لیکن جب خالص خدا ہی کا ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اس کی خاص حفاظت کرتا ہے۔اگرچہ وہ سب کا خدا ہے مگر جو اپنے آپ کو خاص کرتے ہیں اُن پر خاص تجلّی کرتا ہے۔اور خدا کیلئے خاص ہونا یہی ہے کہ نفس بالکل چکنا چُور ہو کر اس کا کوئی ریزہ باقی نہ رہ جائے۔اس لیے مَیں بار بار اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ بیعت پر ہرگز ناز نہ کرو اگر دل پاک نہیں ہے۔ہاتھ پر ہاتھ رکھنا کیا فائدہ دے گا جب دل دُور ہے۔جب دل اور زبان میں اتفاق نہیں تو میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر منافقانہ اقرار کرتے ہیں تو یاد رکھو ایسے شخص کو دوہرا عذاب ہوگا۔مگر جو سچا اقرار کرتا ہے اُسکے بڑے بڑے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کو ایک نئی زندگی ملتی ہے۔مَیں تو زبان ہی سے کہتا ہوں، دل میں ڈالنا خدا کا کام ہے۔‘‘

فرمایا کہ:’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھانے میں کیا کسر باقی رکھی تھی؟ مگر ابوجہل اور اس کے امثال نہ سمجھے۔آپ کو اس قدر فکر اور غم تھا کہ خدا نے خود فرمایا لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء:4)اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر ہمدردی تھی۔آپؐ چاہتے تھے کہ وہ ہلاک ہونے سے بچ جاویں مگر وہ بچ نہ سکے۔حقیقت میں مُعلّم اور واعظ کا تو اتنا ہی فرض ہے کہ وہ بتا دیوے۔دل کی کھڑکی تو خدا کے فضل سے کھلتی ہے۔نجات اُسی کو ملتی ہے جو دل کا صاف ہو۔جو صاف دل نہیں وہ اُچکّا اور ڈاکو ہے۔خدا تعالیٰ اسے بُری طرح مارتا ہے۔‘‘(ملفوظات، جلد 3،صفحہ 65،ایڈیشن 2003ءمطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ’’بیعت میں انسان زبان کے ساتھ گناہ سے توبہ کا اقرار کرتا ہے مگر اس طرح سے اس کا اقرار جائز نہیں ہوتا جب تک دل سے وہ اقرار نہ کرے۔یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور احسان ہے کہ جب سچے دل سے توبہ کی جاتی ہے تو وہ اُسے قبول کر لیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرة:187)یعنی مَیں توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہوں۔خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ اس اقرار کو جائز قرار دیتا ہے جو کہ سچے دل سے توبہ کرنے والا کرتا ہے۔اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس قسم کا اقرار نہ ہوتا تو پھر توبہ کا منظور ہونا ایک مشکل امر تھا۔سچے دل سے جو اقرار کیا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر خدا تعالیٰ بھی اپنے تمام وعدے پورے کرتا ہے جو اُس نے توبہ کرنے والوں کے ساتھ کئے ہیں اور اسی وقت سے ایک نور کی تجلّی اسکے دل میں شروع ہو جاتی ہے۔جب انسان یہ اقرار کرتا ہے کہ مَیں تمام گناہوں سے بچوں گا اور دین کو دنیا پر مقدّم رکھوں گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر مجھے اپنے بھائیوں، قریبی رشتہ داروں اور سب دوستوں سے قطع تعلّق ہی کرنا پڑے مگر مَیں خدا تعالیٰ کو سب سے مقدّم رکھوں گا اور اُسی کیلئے اپنے تعلقات چھوڑتا ہوں۔ایسے لوگوں پر خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کیونکہ انہی کی توبہ دلی توبہ ہوتی ہے۔‘‘(ملفوظات، جلد 3،صفحہ 219، ایڈیشن 2003ءمطبوعہ ربوہ)

پھر حقوق العباد کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔دین کے دو ہی حصے ہیں، ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اس قدر محبت کرنا کہ اُن کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور اُن کیلئے دعا کرنا۔

(ماخوذ از ملفوظات، جلد 2، صفحہ 146، مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا کہ:’’شریعت کے دو ہی قسم کے حقوق ہیں۔حقوق اللہ اور حقوق العباد۔مگر مَیں جانتا ہوں کہ اگر کوئی بدقسمت نہ ہو تو حقوق اللہ پر قائم ہونا سہل ہے‘‘(یعنی اگر بہت ہی بدقسمت ہو تو اور بات ہے، ورنہ حقوق اللہ تو بعض لوگ ادا کر دیتے ہیں۔کیوں کر دیتے ہیں؟)’’اس لئے کہ وہ‘‘(یعنی خدا تعالیٰ)’’تم سے کھانے کو نہیں مانگتا اور کسی قسم کی ضرورت اسے نہیں۔وہ تو صرف یہی چاہتا ہے کہ تم اسے وحدہٗ لاشریک خدا سمجھو۔اس کی صفات کاملہ پر ایمان لاؤ اور اس کے مُرسلوں پر ایمان لا کر ان کی اتباع کرو۔‘‘ فرمایا:’’لیکن حقوق العباد میں آ کر مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔جہاں نفس دھوکہ دیتا ہے۔ایک بھائی کا حق ہے اور اس کے دبا لینے کا فتویٰ دیتا ہے۔مقدمات ہوتے ہیں تو چاہتا ہے کہ شریک کو ایک حبّہ نہ ملے۔سب کچھ مجھ ہی کو مل جاوے۔غرض حقوق العباد میں بہت مشکلات ہیں۔اس لیے جہاں تک ہو سکے اس کی بڑی رعایت اور حفاظت کرنی چاہیے۔ایسا نہ ہو کہ آدمی دوسرے کے حقوق تلف کرنے والا ٹھہرے۔اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے ملتا ہے جس کیلئے دعا کی بڑی ضرورت ہے۔‘‘(ملفوظات، جلد 4،صفحہ 371،ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس حقوق العباد کی ادائیگی کیلئے بھی فرمایا کہ تم دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سے کبھی ایسے عمل نہ کروائے جو بندوں کے حقوق مارنے والے ہوں۔فرمایا: جو شخص حقوق العباد کی پرواہ نہیں کرتا وہ آخر حقوق اللہ کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔‘‘(جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق نہیں ادا کرتا، وہ اللہ کے حقوق بھی چھوڑ دیتا ہے۔بھول جاتا ہے پھر)’’کیونکہ حقوق العباد کا لحاظ رکھنا یہ بھی تو امرِ الٰہی ہے جو حقوق اللہ کے نیچے ہے۔‘‘ فرمایا:’’خدا تعالیٰ نے انسان پر دو ذمہ داریاں مقرر کی ہیں۔ایک حقوق اللہ اور ایک حقوق العباد۔پھر اسکے دو حصے کئے ہیں، یعنی اوّل تو ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری اور پھر دوسری مخلوقِ الٰہی کی بہبودی کا خیال۔‘‘(ملفوظات، جلد 5،صفحہ 180،ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حقوق العباد میں ایک تو قریبیوں کا خیال ہے جن میں سب سے بڑھ کر ماں باپ اور اُن کی اطاعت کرنا، اُن کا خیال رکھنا۔دوسرے عامّۃ الناس کا خیال رکھنا، اپنے بھائیوں کا خیال رکھنا۔

فرمایا:’’نوعِ انسان پر شفقت اور اُس کی ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔‘‘(ملفوظات، جلد 4،صفحہ 438،ایڈیشن 2003ءمطبوعہ ربوہ)

لوگوں سے ہمدردی کرنا، اُن کے کام آنا یہ بہت بڑی عبادت ہے۔فرمایا اور اسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی مل جاتا ہے۔

پھر فرمایا:’’اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ بغیر لحاظ مذہب ملت کے تم لوگوں سے ہمدردی کرو بھوکوں کو کھلاؤ غلاموں کو آزاد کرو قرض داروں کے قرض دو اور زیر باروں کے بار اُٹھاؤ اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کا حق ادا کرو۔‘‘

(نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن، جلد 9 صفحہ 434)

یعنی صرف اپنے مذہب والوں کی نہیں، ہر ایک کے ساتھ ہمدردی کرو، انسانیت کی خدمت کرو۔ہر ایک کے کام آؤ، غلاموں کو آزاد کرواؤ، بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، حقیقی ادراک حاصل کرو محبت سب سے اور نفرت کسی سے نہیں، کا۔

فرمایا:’’تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض مشترک یہی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ سے حقیقی اور سچی محبت قائم کی جاوے اور بنی نوع انسان اور اِخوان کے حقوق اور محبت میں ایک خاص رنگ پیدا کیا جاوے۔جب تک یہ باتیں نہ ہوں تمام امور صرف رسمی ہوں گے۔‘‘(ملفوظات، جلد 2،صفحہ 67،ایڈیشن 2003ءمطبوعہ ربوہ)

فرمایا:’’میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہرگز ہرگز اپنی ہمدردی کے دائرے کو محدود نہ کرو۔‘‘(ملفوظات، جلد 4،صفحہ 217،ایڈیشن 2003ءمطبوعہ ربوہ)

پھر اسی طرح حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ مزید فرماتے ہیں۔ایک مجلس میں آپ نے فرمایا کہ’’حقوق عباد بھی دو قسم کے ہیں۔ایک وہ جو دینی بھائی ہو گئے ہیں خواہ وہ بھائی ہے یا باپ یا بیٹا۔مگر ان سب میں ایک دینی اخوت ہے۔اور ایک عام بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اس کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرض ذاتی پر مبنی نہ ہو بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں تب بھی اس کی عبادت کی جاوے اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہئے کوئی فرق نہ آوے۔اس لئے ان حقوق میں دوزخ بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہئے۔‘‘

فرمایا کہ’’بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کیلئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ہے۔‘‘اب جہاں عارضی جھگڑے اور رنجشیں پیدا ہوتی ہیں، وہاں تو دشمنیاں نہیں ہوتیں۔اب سوچ لیں کس قدر ہمارا حق ہے ایک دوسرے پر؟ کیونکہ پہلا یہی بتایا ہے کہ تمہارا جو دینی بھائی ہیں اُن کا تمہارے اوپر حق ہے۔آپس میں محبت پیدا کرنی ضروری ہے۔ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:30) پر عمل کرنا ضروری ہے۔

فرمایا کہ:’’جب تک دشمن کیلئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ہے۔اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المؤمن:61) میں اللہ تعالیٰ نے کوئی قید نہیں لگائی کہ دشمن کیلئے دعا کرو تو قبول نہیں کروں گا۔بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کیلئے دعا کرنا یہ بھی سنّت نبوی ہے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سے مسلمان ہوئے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیلئے اکثر دعا کیا کرتے تھے۔اس لئے بخل کے ساتھ ذاتی دشمنی نہیں کرنی چاہئے اور حقیقۃً موذی نہیں ہونا چاہئے۔شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔‘‘آپ فرماتے ہیں کہ مجھے میرا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جسکے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔’’ایک بھی ایسا نہیں اور یہی میں تمہیں کہتا ہوں اور سکھاتا ہوں۔خدا تعالیٰ اس سے کہ کسی کو حقیقی طور پر ایذا پہنچائی جاوے اور ناحق بخل کی راہ سے دشمنی کی جاوے ایسا ہی بیزار ہے جیسے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اُسکے ساتھ ملایا جاوے۔‘‘(یعنی جس طرح شرک سے بیزار ہے اسی طرح اس سے بھی بیزار ہے کہ بلا وجہ کی دشمنی ہو اور اُن کے حق نہ ادا کئے جائیں) فرمایا کہ’’ایک جگہ وہ فصل نہیں چاہتا اور ایک جگہ وصل نہیں چاہتا۔‘‘(یعنی ایک جگہ وہ علیحدگی نہیں چاہتا اور ایک جگہ وہ ملاپ نہیں چاہتا)’’یعنی بنی نوع کا باہمی فصل اور اپنا کسی غیر کے ساتھ وصل۔‘‘(یعنی جو دو برائیاں ہیں، وہ نہیں چاہتا کہ بنی نوع کی آپس میں علیحدگی ہو، پھوٹ پڑے،

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یادرکھو، قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے

یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن شریف پر عمل نہیں کرتے

(ملفوظات، جلد 4، صفحہ 140)

طالبِ دُعا : سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ تریپور، صوبہ تامل ناڈو)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہماری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید

یہی قرآن شریف ہے جس پر ہم کو عمل کرنا چاہئے

(ملفوظات، جلد 4، صفحہ 140)

طالبِ دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیاپوری، سابق امیر ضلع وافراد خاندان ومرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

دشمنیاں پیدا ہوں اور وہ یہ نہیں چاہتا کہ اُسکے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے، یہ دو برائیاں بہت بڑی برائیاں ہیں)'' اور یہ وہی راہ ہے کہ منکروں کے واسطے بھی دعا کی جاوے۔ اس سے سینہ صاف اور انشراح پیدا ہوتا ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے۔ اس لئے جب تک ہماری جماعت یہ رنگ اختیار نہیں کرتی اس میں اور اسکے غیروں میں پھر کوئی امتیاز نہیں ہے۔ میرے نزدیک یہ ضروری امر ہے کہ جو شخص ایک کے ساتھ دین کی راہ سے دوستی کرتا ہے اور اس کے عزیزوں سے کوئی ادنیٰ درجہ کا ہے تو اسکے ساتھ نہایت رِفق اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے اور ان سے محبت کرنی چاہئے۔ کیونکہ خدا کی یہ شان ہے 'بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم'' کہ نیکوں کے ساتھ بدوں کو بھی وہ کریم خدا بخش دیتا ہے۔

''پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تمہیں چاہئے کہ تم ایسی قوم بنو جس کی نسبت آیا ہے۔ فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ۔ یعنی وہ ایسی قوم ہے کہ ان کا ہم جلیس بدبخت نہیں ہوتا۔ یہ خلاصہ ہے ایسی تعلیم کا جو تَخَلَّقُوْا بِأَخْلَاقِ اللّٰه میں پیش کی گئی ہے۔'' (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 69-68، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ وہ معیار ہے جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم سے امید ہے اور ہم سے توقع ہے اور ہم سے چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان معیاروں کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں حقیقی تقویٰ عطا فرمائے، وہ تقویٰ جو ہر بڑی نیکی اور ہر چھوٹی سے چھوٹی کو بجالانے کی طرف اور چھوٹی سے چھوٹی برائی سے بچنے کی طرف ہمیں توجہ دلانے والا ہو۔ ہر برائی سے ہمیں بچانے والا ہو۔ وہ تقویٰ جو خدا تعالیٰ کی خشیت ہمارے دلوں میں پیدا کرے۔ وہ ایمان ہمیں نصیب ہو جو ہمارے زبانی اقرار سے بڑھ کر ہمارے قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق کرنے والا ہو۔ ہم اپنے نفس کو دھوکہ دینے والے نہ ہوں بلکہ ہمارا ہر عمل ہمارے ایمان کی عملی شہادت دینے والا ہو۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ہم عمل کرنے والے ہوں۔ نہ ہی ہم بدبختوں کی مجلس میں بیٹھنے والے ہوں اور نہ ہی ہماری صحبت اور مجلس کسی کو بدبخت بنانے والی ہو۔ ان دنوں میں ہم اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے اپنے جائزے لیتے رہیں، یہ ہر ایک کو دیکھنا چاہئے اور دن رات ان جائزوں میں گزاریں کہ کس حد تک ہم اُن نصائح پر عمل کر رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں فرمائی ہیں۔ جو پاک تبدیلیاں ہم میں پیدا ہوں، تقویٰ کی ترقی کی طرف ہمارے قدم اُٹھیں، ہمیں ان کے جائزے لینے چاہئیں۔ یہ تبدیلیاں ہمارے ایمان و ایقان میں ترقی کا مستقل حصہ بن جائیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف ہماری توجہ ہو تو ایسی توجہ ہو جو دائمی ہو۔ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ کو ہر پناہ پر فوقیت دینے والے ہوں۔ ہم اپنے حق بیعت کو ادا کرنے والے ہوں اور اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہوں۔

اگر آج ہم اس بات پر خوش ہیں کہ جماعت احمدیہ برطانیہ سو سالہ جوبلی منا رہی ہے تو اسکا فائدہ تبھی ہے جب یہ سو سال ہمارے اندر ایک انقلاب پیدا کرنے کا ذریعہ بننے والے ہوں اور ہم یہ عہد کریں کہ آئندہ نسلوں میں بھی ہم اُس تعلیم کو جاری رکھیں گے، اُن خواہشات کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے کی ہیں، ورنہ یہ جوبلیاں اور یہ فنکشن اور یہ دعوے اور نعرے کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

پاکستان کے احمدیوں کیلئے بھی خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں ہر شر سے محفوظ رکھے۔ دشمن کا ہر منصوبہ اللہ تعالیٰ دشمن پر الٹائے اور دنیا میں ہر جگہ ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ دشمن کے شر سے بچائے۔ چلتے پھرتے اور نمازوں میں ان دعاؤں کی طرف خاص توجہ رکھیں۔ جلسہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے دعا کریں اور جیسا کہ مَیں نے کہا تھا اپنے جلسہ کے آنے کے مقصد کو پورا کرنے کی ہر لمحہ کوشش کریں۔

دنیائے اسلام کیلئے بھی خاص دعا کریں۔ اپنی غلطیوں کی وجہ سے، اپنے ایمانوں میں کمزوریوں کی وجہ سے، ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کرنے کی وجہ سے حکمران رعایا کے حقوق مار رہے ہیں اور رعایا حکمرانوں کے ساتھ ظلم کر رہی ہے، یا ان کے حق ادا نہیں کر رہی اور حکمران جو ہیں رعایا پر ظلم کر رہے ہیں۔ اس وجہ سے اس وقت بہت سے مصائب میں دنیائے اسلام گھر چکی ہے۔ غیروں کو موقع دے رہے ہیں کہ امن کے نام پر اُن کو کمزور تر کرتے چلے جائیں۔ لیکن اب لگتا ہے کہ بات یہاں تک نہیں رہے گی۔ اگر یہی اسی طرح بڑھتے رہے تو کوئی بعید نہیں کہ دنیا کا امن بھی تباہ ہو جائے اور یہ دنیا کا امن جنگ کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ اس کیلئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر شر سے انسانیت کو بچائے اور اگر کوئی ایسی چیز مقدّر ہے تو اس کی وجہ مسلمان نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ہمیشہ اپنی پناہ میں رکھے۔

اب دعا کرلیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 8/نومبر 2013ء)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہم احمدی اپنے اجلاسوں میں یہ عہد کرتے ہیں کہ ہر قربانی کیلئے تیار رہیں گے
اس عہد کی روح کو اپنی نسلوں میں پھونکنے کی ضرورت ہے
تا کہ دین کی اشاعت کیلئے قربانیاں کرنے والے گروہ پیدا ہوتے رہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29/مارچ 2013ء)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

حقیقت یہی ہے کہ عبادتوں اور قربانیوں کے طریق
اللہ تعالیٰ کی راہنمائی سے سمجھ آتے ہیں، اس کی روح،
اس کو گہرائی میں جا کر سمجھنے کا اِدراک، اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیدا ہوتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29/مارچ 2013ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

رحمتوں اور بخششوں کا مہینہ

شاد ہیں امت کے دل پھر آمدِ رمضان ہے
رحمتوں اور بخششوں کا ہو گیا سامان ہے
برکتیں آؤ سمیٹیں شکر ہم کرتے چلیں
اس مبارک ماہ میں نازل ہوا قرآن ہے
حکمِ ربّ العالمیں کیسے بجا لائیں نہ ہم
فرض روزہ کر دیا اسکا یہی فرمان ہے
محض روزہ ہی نہیں، ہو جھوٹ سے بھی اجتناب
نیکیوں کے واسطے دیکھو کھلا میدان ہے
عمر بھر کی لغزشوں کو بخشوانے کے لئے
عاصیوں کے واسطے اک تحفہ ذیشان ہے
کاسۂ دل رحمتوں سے اَے خدا بھر دے مرا
تیرے سب ناموں میں دوجا نام اک رحمان ہے
جنت الفردوس کے کھولے گئے ہیں در سبھی
شکر کہ زندان میں جکڑا ہوا شیطان ہے

(منصورہ فضل منؔ)

اعلان ولادت

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ جو خالق کل کائنات ہے اس نے محض اپنے فضل و کرم اور خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کے طفیل خاکسار کے بڑے بیٹے عزیزم ریحان احمد شیخ مربی سلسلہ کو شادی کے سات سال بعد مؤرخہ یکم نومبر 2021ء کو نرینہ اولاد کی نعمت سے نوازا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچے کو وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل فرماتے ہوئے بچے کا نام ''شیخ فطین احمد'' رکھا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے چھوٹے بیٹے عزیزم ڈاکٹر شیخ ناصر الاسلام سینئر سائنٹسٹ کو دو سال قبل یعنی مؤرخہ 11/اگست 2019ء کو لڑکی سے نوازا ہے۔ بچی کا نام ''عالیینہ ناصر'' رکھا گیا ہے۔ بچی وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔

جملہ قارئین بدر اور بزرگان جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں بچوں کو نیک، صالح اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے مفید وجود بنائے اور عمر و صحت میں برکت دے۔ آمین۔

(نذر الحق اسلام ابن مکرم رمضان شیخ صاحب مرحوم، قادیان)

127 واں جلسہ سالانہ قادیان
23، 24 اور 25/دسمبر 2022ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 127 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 23، 24 اور 25/دسمبر 2022ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کردیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور اس کے بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ قادیان)

سالانہ اجتماعات 2022ء

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ذیلی تنظیمات مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماعات کیلئے مورخہ 21، 22، 23/اکتوبر 2022ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی ازراہ شفقت منظوری عنایت فرمائی ہے۔ احباب اس کے مطابق دعاؤں کے ساتھ ان اجتماعات میں شمولیت کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

2006-2007ء میں جماعت احمدیہ عالمگیر پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کا ایمان افروز تذکرہ

1984ء کے بعد سے 2007ء تک کے 23 سال کے عرصہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 98 نئے ممالک میں جماعت احمدیہ کا نفوذ ہوا

اس سال چار نئے ممالک گوادے لوپ، سینٹ مارٹن، فرنچ گنی اور ہیٹی میں جماعت کا پودا لگا

پاکستان کے علاوہ 653 نئی جماعتوں کا قیام ہوا، پرانے رابطوں کی بحالی، نئی جماعتوں کا قیام، نومبائعین سے رابطہ کے سلسلہ میں مختلف مساعی کا تذکرہ

امسال جماعت کو 299 نئی مساجد عطا ہوئیں، ان میں سے 169 نئی تعمیر ہوئیں اور 130 بنی بنائی ملیں، دوران سال 186 مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا

تراجم قرآن کریم و دیگر لٹریچر کی اشاعت، رقیم پریس اور مختلف زبانوں کے مرکزی ڈیسکس کی کارکردگی کا مختصر تذکرہ

اس سال نمائشوں، 2161 بکسٹالز اور 55 بک فیئرز کے ذریعہ لاکھوں افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 28 جولائی 2007ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں بعد دوپہر کے اجلاس میں خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورۃ النحل:19)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو اسے احاطہ میں نہ لاسکو گے۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

آج کے دن کے اس خطاب میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی دورانِ سال جو بارش ہوتی ہے اس کا کچھ حد تک ذکر کیا جاتا ہے۔ مختلف شعبہ جات کے جو کام ہیں ان کی رپورٹ سامنے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے جو مختلف طریقہ سے اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے ان کا ذکر ہوتا ہے۔ تو اس لحاظ سے اب میں آپ کے سامنے کچھ بیان کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک دنیا کے 189 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔ اور 1984ء کے بعد سے اب تک 23 سالوں میں جب جماعت احمدیہ کو نیست و نابود کرنے کے دعوے کیے گئے تھے اور ہر کوشش کی گئی تھی، ہر حربہ استعمال کیا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے 98 نئے ممالک جماعت احمدیہ کو عطا فرمائے ہیں۔

نئے ممالک میں جماعت کا نفوذ

اور اس سال بھی چار نئے ممالک شامل ہوئے ہیں۔ جن میں گوادے لوپ (Guadeloupe) اور سینٹ مارٹن (Saint Martin) اور فرنچ گنی (French Guiana) (غالباً ملک کا نام فرنچ گیانا ہے کیوں کہ آگے بھی اسی کا ذکر ہے) اور ہیٹی (Haiti) شامل ہیں۔ یہ جو اکثر ممالک ہیں یہاں جماعت فرانس کو جماعت پھیلانے کی توفیق ملی۔

گوادے لوپ جو ہے یہ کریبین سی (Caribbean Sea) میں واقع ہے۔ ہمارے مبلغ سلسلہ حافظ احسان سکندر صاحب اور نیشنل سیکرٹری کو یہاں بھجوایا گیا تھا اور یہ بالکل ایسی جگہ گئے تھے جہاں کوئی ان کو جانتا نہ تھا، یہ کسی کو جانتے نہیں تھے۔ یہ جب وہاں پہنچے ہیں تو ایک مسجد میں چلے گئے اور وہاں جا کر تعارف کرایا کہ میں مشنری ہوں۔ اس پر لوگوں نے ان سے کہا ان کا امام نہیں آیا ہوا۔ آپ نماز پڑھائیں۔ تو بسم اللہ یہیں سے ہوگئی کہ پہلے جاتے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کو امامت کی توفیق عطا فرمادی۔ پھر نماز کے بعد سوال و جواب شروع ہوئے۔ مجلس لگ گئی۔ اور ایک دوست عیسیٰ احمد صاحب نے بیعت کرلی۔ پھر نمازِ جمعہ بھی اس مسجد میں ادا کی۔ پھر سوال جواب کی مجلس لگی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پانچ مزید بیعتیں عطا فرمادیں اور چند روز کے بعد اسی طرح مجالس لگتی رہیں اور سات افراد نے بیعت کی۔ اس طرح یہاں کُل تیرہ افراد پر مشتمل جماعت قائم ہوگئی۔ کرایہ پر مکان لے لیا گیا ہے اور مشن ہاؤس اور سینٹر قائم کر دیا گیا ہے۔ جب پتہ لگا تو اخباروں نے بھی ہمارے وفد کے انٹرویو لئے، ریڈیو اور ٹی وی نے بھی تعارف کروایا۔

اسی طرح سینٹ مارٹن جو ہے یہ بھی غرب الہند کا جزیرہ ہے۔ جس کی آبادی تقریباً ستّر ہزار ہے۔ چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ یہاں بھی جماعت فرانس کے ذریعہ سے جماعت کا نفوذ ہوا اور اِن کو جاننے والا کوئی بھی یہاں نہیں تھا۔ پہلا ہفتہ پمفلٹ تقسیم کرتے گزرا۔ ان کے خط بھی مسلسل آتے رہے کہ کوئی سننے والا نہیں۔ لوگ آتے ہیں لٹریچر لے جاتے ہیں، لاتعلق سے ہیں۔ دعا کرتے رہیں۔ خود بھی مربی صاحب نے دعا کی۔ کہتے ہیں کہ جب واپسی کے تین دن رہ گئے تو اللہ تعالیٰ کے حضور بڑی بے چینی سے دعا کی کہ یہاں تو کوئی پیغامِ حق سننے والا نہیں ہے، کسی کو تُو بھیج دے۔ کہتے ہیں ابھی مَیں دعا کر رہا تھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور اس سے گفتگو شروع ہوگئی اور اتنا متأثّر ہوا کہ وہ تین دن مربی صاحب کے ساتھ رہا اور اس نے اپنے گھر کھانے پر بلایا اور پھر پانچ افراد پر مشتمل ایک خاندان احمدیت میں داخل ہوگیا۔ اس طرح اللہ کے فضل سے اس ملک میں بھی احمدیت کا پودا لگ گیا۔

تیسرا ملک فرنچ گیانا (French Guiana) ہے۔ اس ملک کی سرحد ایک طرف سرینام اور دوسری طرف برازیل سے لگتی ہے۔ اس ملک میں بھی جماعت کے قیام کی سعادت جماعت فرانس کو ملی ہے۔ جب فرانس سے وفد یہاں پہنچا ہے تو گوادے لوپ (Guadeloupe) کے ایک احمدی دوست بھی یہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے اپنے دوست کو ہمارے مبلغ کا تعارف کرایا جو حکومت میں مذہبی امور کے وزیر تھے اور اہم عہدہ پر فائز تھے۔ ان کے ساتھ تبلیغی گفتگو ہوتی رہی۔ اور انہوں نے بتایا کہ وہ سرینام میں جماعت کے مشن میں جا چکے ہیں اور آپ لوگ یقیناً سچے مسلمان ہیں اور دوسرے مسلمانوں نے آپ کے بارہ میں غلط فہمیاں پھیلائی ہوئی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے گھر بلایا اور دوستوں اور عزیزوں کو اکٹھا کرلیا۔ تبلیغی نشست ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تیس افراد بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوگئے۔

پھر ہیٹی (Haiti) اس سال کا احمدیت میں شامل ہونے والا چوتھا ملک ہے۔ یہ ملک کیوبا (Cuba) اور ڈومینیکن ریپبلک (Dominican Republic) کے درمیان واقع ہے۔ یہاں بھی احمدیت کا نفوذ جماعت فرانس کے تحت ہوا۔ جب مارچ میں ہمارا یہ وفد گیا۔ پمفلٹ تقسیم کیے۔ سوال و جواب کے پروگرام بھی ہوئے تو تبلیغ کا سلسلہ جاری ہوگیا اور چھ افراد بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے اور یہ سلسلہ چلتا رہا اور اس طرح مجموعی طور پر پچیس افراد نے احمدیت قبول کی۔ یہاں بھی باقاعدہ جماعت قائم ہوگئی ہے اور جماعت کی رجسٹریشن کی کوشش کی جارہی ہے۔ یہاں ایک عیسائی دوست جو پیشے کے لحاظ سے انجینئر ہیں، انہوں نے بیعت کی تو مبلغ کو بتایا کہ آپ نے نماز پڑھائی تو مجھے بہت لطف آیا۔ میں نے گھر جا کر بیوی کو بتایا اور کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' لے لی تھی وہ بھی پڑھ لی ہے اور میں اپنی فیملی کے ساتھ احمدیت کو قبول کرتا ہوں۔

پرانے رابطوں کی بحالی

دورانِ سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے 33 ایسے ممالک میں بھی جہاں ہمارے مبلغین نہیں تھے اور وہاں رابطے کمزور تھے، وفود بھجوا کر وہ رابطے زندہ کیے گئے اور تعلیمی تربیتی پروگرام بنائے گئے، احباب کو منظم کیا گیا اور بعض ایسے ممالک میں مبلغین کا تقرر بھی عمل میں آیا۔ ان میں سے ایک ملک ہنگری (Hungary) ہے۔ یہاں سے بھی جرمنی کے مبلغ حیدر علی صاحب اور عبدالغفار صاحب اور سیکرٹری تبلیغ وغیرہ گئے۔ وقفِ عارضی کیا۔ تو جہاں انہوں نے پُرانے رابطے بحال کیے وہاں ان کی تربیت کے کام بھی کیے۔ ہنگری میں دوسری جنگِ عظیم سے قبل جماعت کے مبلغ ہوتے تھے۔ مشن ہاؤس تھا۔ حاجی ایاز خان صاحب کا تقرر ہوا تھا۔ اب دوبارہ حالات سازگار ہونے پر قریباً ستّر سال کے بعد ہمارے ایک مبلغ کا وہاں تقرر ہوا ہے۔ اور اب وہ وہاں مقامی زبان سیکھ رہے ہیں۔

دوسرا ملک مالٹا (Malta) ہے۔ یہاں بھی جرمنی سے ڈاکٹر عبدالغفار صاحب نے دورہ کیا تھا۔ اور یہاں بھی ہمارا باقاعدہ مشن قائم ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ ماہ جون میں ہمارے پہلے مبلغ بھی پہنچ چکے ہیں۔

تیسرا ملک رومانیہ (Romania) ہے۔ یہ بھی جرمنی کے تحت ہے۔ یہاں بھی مبلغ انچارج جرمنی نے اپنے وفد کے ساتھ دورہ کیا۔ اللہ کے فضل سے پاکستان سے ہمارے پہلے مبلغ یہاں پہنچ چکے ہیں اور رومانین زبان سیکھ رہے ہیں۔

میسی ڈونیا (Macedonia) بھی جرمنی کے ماتحت ہے۔ یہاں کیلئے بھی ہمارے مبلغ کا تقرر ہو چکا ہے۔ اور اس وقت ہمسایہ ملک کوسووو میں میسی ڈونیا کی زبان سیکھ رہے ہیں۔ جبرالٹر کا بھی عبدالغفار صاحب نے دورہ کیا جو جرمنی کے مبلغ ہیں۔ کوشش کر رہے ہیں کہ وہاں بھی جماعت کی رجسٹریشن ہوجائے۔

ساؤتھ افریقہ سے وہاں کے مبلغ نے اپنے ہمسایہ ملک سوازی لینڈ (Swaziland) اور لیسوتھو (Lesotho) کے دورے کیے، جماعتوں کا جائزہ لیا اور کام منظّم کیا۔ ان دونوں ممالک میں غانا سے آئے ہوئے معلّمین کام کر رہے ہیں۔ یہ دونوں نئے ممالک ہیں جہاں گزشتہ سالوں میں احمدیت داخل ہوئی تھی۔ سوازی لینڈ میں تو اس وقت پانچ جماعتیں بن چکی ہیں۔ جبکہ لیسوتھو میں چھ جماعتیں قائم ہوچکی ہیں۔ اور دونوں ممالک میں جماعت کی پہلی مساجد بھی تعمیر ہوچکی ہیں۔

امسال یوگنڈا نے اپنے ایک معلم کو روانڈا بھجوایا تھا۔ یہاں احمدیوں سے رابطے بحال کیے گئے ہیں اور نہ صرف رابطے بحال ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسّی (80) نئی بیعتیں بھی ہوئیں۔ اور ایک جگہ کرایہ پر لے کر نماز سینٹر قائم کر دیا گیا ہے۔ یہاں پہلی بار جماعتی نظام قائم کیا گیا ہے۔ مجلسِ عاملہ کا تقرر کیا گیا ہے۔ اور روانڈا سے دو وفود دورانِ سال یوگنڈا پہنچے۔ وہاں جماعت کی رجسٹریشن ہوچکی ہے۔

نائیجیریا سے جماعتی وفود نے دورانِ سال تین ممالک کیمرون (Cameroon)، چاڈ (Chad) اور ایکیٹوریل گنی (Equatorial Guinea) کے دورے کیے۔ اور یہاں جماعتوں کو منظم کیا۔ کیمرون میں چار جماعتیں قائم ہوچکی ہیں۔ دو طلباء جامعہ احمدیہ نائیجیریا میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہاں ایک سو چھبیس (126) بیعتیں ہوئیں۔ چاڈ میں اللہ کے فضل سے پانچ جماعتیں بن چکی ہیں۔ اس سال مزید دو سو بیس (220) بیعتیں ہوئیں۔ تیسرا ملک ایکیٹوریل گنی ہے جہاں نائیجیرین وفود نے دورے کیے، جماعت کو منظم کیا، بہتّر (72) بیعتیں یہاں عطا ہوئیں۔ خدام الاحمدیہ کی تنظیم بھی یہاں قائم کردی گئی ہے۔ یہاں کا ایک طالبعلم جامعہ احمدیہ نائیجیریا میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

ماریشس سے جماعتی وفود نے جزائر کموروز (Comoros Islands)، مایوٹی آئی لینڈ (Mayotte Island) اور ری یونین آئی لینڈ (Réunion Island) کا دورہ کیا۔ احمدیوں سے رابطے کیے اور جماعت کو منظم کیا۔ ان جماعتوں میں بھی باقاعدہ عاملہ بنا کر جماعتی نظام شروع ہوگیا ہے۔

بوٹسوانہ (Botswana) میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت رجسٹرڈ ہوگئی ہے۔

اٹلی میں دورانِ سال جماعت کو منظم کیا گیا اور باقاعدہ جماعت آرگنائز ہوگئی ہے۔ اب جگہ بھی تقریباً لے لی گئی ہے۔ بات ہو رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی وہاں پہلی مسجد بھی بن جائے گی۔

آسٹریا میں بھی مبلغین کو بھجوا کر آرگنائز کیا گیا ہے۔

صومالیہ میں بھی دو معلم کینیا سے گئے تھے۔ یہ دونوں صومالین معلم ہیں۔ اور نیروبی میں تعلیم حاصل کر کے گئے ہیں۔ پہلے یہاں تین جماعتیں تھیں اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکیس (21) جماعتیں بنی ہیں اور بڑا اچھا کام ہوا ہے۔ دو ہزار پانچ سو (2500) بیعتیں ہوئی ہیں۔

ایتھوپیا میں بھی کینیا سے تین معلمین کام کر رہے ہیں۔ یہاں کے ایک ریجن میں جماعت رجسٹر ہوگئی ہے۔ یہاں بھی چار ہزار آٹھ سو (4800) کے قریب بیعتیں ہوئی ہیں۔ بیس (20) نئی جماعتیں بنی ہیں اور ایک مسجد اور دو معلم ہاؤس تعمیر کیے گئے ہیں۔

اسی طرح امریکہ سے ہمارے ایک مبلغ ساؤتھ پیسفک کے جزائر مارشل آئی لینڈ (Marshall Islands) اور مائیکرونیشا (Micronesia) کے دورہ پر گئے تھے۔ دورہ کے دوران انہوں نے پرانے رابطے زندہ کیے، فرداً فرداً ہر احمدی سے ملے۔ ان کیلئے تربیتی پروگرام بنائے۔ اور اب یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت منظم ہوگئی ہے اور سات نئی بیعتیں بھی ہوئی ہیں۔

سپین کے سپرد پرتگال ہے۔ وہاں سے مبلغین باری باری پرتگال جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں جماعت منظم ہے۔

فجی نے جزیرہ وانوآتو (Vanuatu) میں اپنا وفد بھیجا۔ مبلغ کے ویزے کی کارروائی ہو رہی ہے۔ مشن ہاؤس اور مسجد کیلئے جگہ دیکھی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں بھی جماعت رجسٹر ہوگئی ہے۔

کیری باتی (Kiribati) میں بھی نمائندہ بھجوایا گیا۔ یہاں بھی رجسٹریشن کی کارروائی مکمل ہوگئی ہے۔ اٹھارہ سال کی کوششوں کے بعد بڑی مشکل سے یہ رجسٹر ہوئی ہے۔ گزشتہ سال جب میں وہاں گیا تھا تو خاص طور پر ہدایت کر کے آیا تھا۔ وہاں کے رہنے والے ایک ڈاکٹر صاحب ہیں انہوں نے اس میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے۔

جماعت آسٹریلیا نے اس سال سالومن آئی لینڈ میں بڑا مضبوط رابطہ کیا ہے اور جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے منظم و مستحکم ہے۔ یہاں باقاعدہ جماعتی نظام قائم ہے۔ جماعت کی اپنی ایک عمارت ہے جہاں سینٹر قائم کیا گیا ہے۔

ایسٹونیا (Estonia) میں گزشتہ سال احمدیت کا نفوذ ہوا تھا۔ یہاں بھی اس سال رابطے کیے گئے ہیں، نئے تبلیغی رابطے بھی بنے ہیں اور آئندہ مزید راہ ہموار ہوئی ہے۔

لیٹویا (Latvia) کا دورہ بھی کیا گیا۔ اس ملک میں جماعت قائم نہیں ہے۔ یہاں مختلف افراد سے چھ پالیس میٹنگز ہوئیں۔ اس طرح مختلف جگہوں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا، احمدیت کا پیغام بھی پہنچایا گیا۔

پھر مبلغ انچارج بوسنیا نے سربیا (Serbia) میں دورہ کیا اور بیس افراد سے رابطہ ہوا جو احمدی ہوئے تھے لیکن لمبے عرصہ سے ان سے رابطہ نہیں تھا۔ اب یہاں بھی تبلیغی مہم شروع ہوگئی ہے۔ رابطے اللہ تعالیٰ کے فضل سے قائم ہوگئے ہیں۔

فرانس سے ایک وفد جزیرہ مارٹینیک (Martinique) کے دورہ کیلئے گیا تھا۔ یہاں کی جماعت کا قیام 2004ء میں ہوا تھا۔ وفد نے یہاں نَو احمدیوں سے رابطہ کیا۔ مقامی ریڈیو پر ان کا لائیو پروگرام نشر ہوا۔ جماعت کا مکمل تعارف کرایا گیا۔ مزید دو بیعتیں یہاں ملیں۔

وینزویلا میں بھی جماعت سے رابطہ قائم کیا۔ اور اسے آرگنائز کیا۔ اسی طرح مراکش میں بھی رابطے کیے گئے اور تربیتی پروگرام کیے گئے۔ یہاں بھی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے فعّال ہے۔

بولیویا (Bolivia) میں بھی 8 بیعتیں ہوئیں۔

کینیڈا سے جماعت کے ایک دوست جمیکا میں گئے تھے۔ اور وہاں جماعت کو آرگنائز کیا اور ان کی کوششوں سے اس سال وہاں بھی 10 بیعتیں ہوئیں۔ اب وہاں بھی جماعت کی تعداد کافی بڑھ گئی ہے۔ لکسمبرگ میں بھی مزید دو بیعتیں ہوئیں۔

نئی جماعتوں کا قیام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال دنیا بھر میں پاکستان کے علاوہ جو نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں ان کی تعداد 653 ہے اور ان 653 جماعتوں کے علاوہ 631 نئے مقامات پر پہلی دفعہ جماعت کا پودا لگا ہے۔

نئی جماعتوں کے قیام میں ہندوستان سرِ فہرست ہے۔ ہندوستان میں 154 نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ دوسرے نمبر پر بینن ہے یہاں 97 مقامات پر نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ تیسرے نمبر پر نائیجیریا ہے یہاں 71 مقامات پر نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ پھر گیمبیا ہے یہاں 50 نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ آئیوری کوسٹ میں 34 جماعتیں نئی بنی ہیں۔ سیرالیون اور بورکینا فاسو میں 28، 28 جماعتیں قائم ہوئی ہیں اور صومالیہ اور مالی میں 21، 21 جماعتیں بنی ہیں۔ ان علاقوں میں جماعتوں کا بننا بھی آسان نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل فرمایا ہے۔ ایتھوپیا میں 20 نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ غانا اور مڈغاسکر میں 16، 16 نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ کونگو میں 13، انڈونیشیا میں 11۔ اسی طرح 15 اَور دوسرے ممالک ہیں جہاں تھوڑی تعداد میں جماعتیں ایک ایک دو دو کی شکل میں قائم ہوئی ہیں۔

نئی جماعتوں کے قیام کے دوران ایمان افروز واقعات

نئی جماعتوں کے قیام میں ایمان افروز واقعات کے سلسلہ میں امیر صاحب بینن لکھتے ہیں کہ مونو اور کونفو کے علاقے مشرکین کا گڑھ ہیں۔ اس ایریا میں ایک شہر ویدا (Vida) ہے جس میں مشرکین کا سالانہ تہوار ہوتا ہے۔ گزشتہ سالوں میں جماعت نے کئی بار تبلیغ کی کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ہوئی بلکہ ایک مرتبہ تو مار پیٹ تک نوبت پہنچ گئی۔ 2005ء میں جب مَیں نے وہاں دورہ کیا تو کہتے ہیں کہ وہاں اس علاقہ میں دورہ سے پہلے صرف 3 جماعتیں تھیں اور دورہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگ بہت سارے آئے، ملے اور ٹیلی ویژن اور اخباروں نے بھی خبریں دیں۔ چنانچہ دوبارہ اسکے بعد جب انہوں نے تبلیغی رابطے شروع کیے تو کہتے ہیں کہ ہمیں بڑی حیرت ہوئی کہ لوگوں کے گاؤں کے گاؤں احمدیت کی آغوش میں آنے شروع ہوگئے اور 57 نئی جماعتیں قائم ہوگئیں اور ان کی اکثریت مشرکین میں سے احمدی ہونے والوں کی ہے۔ اب یہ خدائے واحد کا نام لینے لگ گئے ہیں۔ جو مسلمان شامل ہوئے ہیں وہ بھی اپنے اماموں اور مساجد کے سمیت شامل ہوئے ہیں۔

پھر مبلغ انچارج صاحب نائیجیریا لکھتے ہیں کہ نَومبائعین کے علاقہ کے ریفریشر کورس کے دوران وہاں کے چیف بھی تشریف لائے۔ انہوں نے جماعت کے پروگرام کو سراہا اور ہمارے مبلغ اور معلمین کو اپنے ہال میں بلایا۔ دوسرے دن جب ہمارے مبلغ اپنے معلم سمیت ہال میں پہنچے تو انہوں نے سب کے سامنے کہا کہ اگر میں جماعت احمدیہ کے پروگرام میں نہ جاتا تو ایسے اچھے پروگرام سے محروم رہتا اور سب کے سامنے بیعت فارم پُر کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی اور اپنے علاقہ میں جماعت کی تبلیغ کی اجازت دی۔ اللہ کے فضل سے وہاں دس گاؤں احمدی ہو چکے ہیں۔

پھر گیمبیا کی ایک رپورٹ ہے۔ سعید الحسن صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دیہاتی علاقہ کو چُنا گیا۔ وفد کے ساتھ میں وہاں گیا۔ لوگوں نے تبلیغ کو دلچسپی سے سُنا اور سوال و جواب کے اختتام پر 12 افراد نے بیعت کی۔ اور تین دفعہ وہاں جانے کے نتیجہ میں تین مزید گاؤں میں احمدیت کا پودا لگ گیا ہے اور 70 افراد جماعت میں شامل ہوئے۔ وہاں جب یہ باتیں کر رہے تھے تو ایک شخص آیا۔ کہنے لگا کہ آپ سچّے لوگ ہیں۔ باقی لوگ حیران ہوگئے کہ تمہیں کیسے پتہ لگ گیا کہ یہ سچّے لوگ ہیں۔ کہنے لگا کہ ان کے چہرے اور طرح کے ہیں جو گواہی دے رہے ہیں کہ سچّے لوگ ہیں اور ان کا پیغام بھی سچّا ہے اس لئے بیعت کرلو۔

نومبائعین سے رابطہ

گزشتہ سالوں میں جو نومبائعین ہوئے تھے ان سے رابطے بڑے کمزور تھے۔ باوجود اسکے کہ بے شمار بیعتیں ہوئی تھیں۔ جماعتوں نے ان سے تعلق نہیں رکھا، رابطے قائم نہیں رکھے۔ اسی لئے میں نے کہا تھا کہ 2008ء تک اپنے 70 فیصد جو رابطے ہیں وہ بحال کریں۔ جماعتوں میں بھی جائیں۔ اور ان کو آرگنائز کریں۔ ان کی تربیت کریں۔ بیعتیں کروا لینا اصل کام نہیں۔ اصل میں اسکے بعد بہت بڑا کام تربیت ہے۔ اسکی طرف جماعتوں نے توجہ نہیں دی اور پھر لوگ ضائع ہوگئے۔

اس رابطے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے غانا نے بڑا اچھا کام کیا ہے۔ اس سال انہوں نے 98,000 نومبائعین سے رابطے کیے۔ اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ تین سالوں میں جب سے میں نے ان کو کہا۔ 6 لاکھ 4 ہزار نومبائعین سے رابطے بحال ہو گئے ہیں اور باقاعدہ آرگنائزڈ جماعتیں بن چکی ہیں۔

نائیجیریا نے اس سال ایک لاکھ 40 ہزار نومبائعین سے رابطے کیے۔ 71 نئی جماعتیں قائم کر کے وہاں نظام جماعت قائم کیا۔ ان میں سے کچھ نے چندہ بھی دینا شروع کر دیا ہے۔ اس طرح کُل دو لاکھ 68 ہزار نومبائعین سے رابطہ بحال ہو چکا ہے۔ ابھی بھی ہر جگہ جماعت کا بہت بڑا کام ہے جو کرنے والا ہے۔

پھر بورکینا فاسو ہے۔ یہاں بھی گیارہ ہزار پانچ سو افراد سے رابطے بحال ہوئے۔ تجنید مکمل کر رہے ہیں۔ بجٹ بن رہے ہیں۔ اور اللہ کے فضل سے ایک لاکھ 80 ہزار نومبائعین سے رابطے بحال ہو چکے ہیں۔

آئیوری کوسٹ نے بھی رابطے بحال کیے ہیں۔ سول وار (civil war) کے بعد وہاں تعلق ختم ہوگیا تھا۔ 64 ہزار نومبائعین سے رابطے کر چکے ہیں۔

سیرالیون میں 31 ہزار 9 سو نومبائعین سے رابطے ہوئے ہیں اور ان میں سے بڑی تعداد چندہ کے نظام میں شامل ہو چکی ہے۔ اور جب احمدی چندہ کے نظام میں شامل ہو جائے تو پھر اسکی یہ تسلّی ہوتی ہے کہ اب یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ضائع ہونے والا نہیں۔ ہندوستان میں دورانِ سال جو رابطے ہوئے ان کی تعداد 27 ہزار ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

بنگلہ دیش میں بھی یہ بڑے ڈر رہے تھے اور ان کے رابطے بڑے کمزور تھے۔ گزشتہ سال مَیں نے ان کو خاص طور پر کہا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے 6 ہزار سے زائد نومبائعین سے رابطہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بڑے مضبوط احمدی ہیں۔

کینیا نے 240 گاؤں کے 33 ہزار 6 سو نومبائعین سے رابطے بحال کیے ہیں۔

ایتھوپیا میں بھی جا کر رابطے بحال کیے۔ 35 تربیتی کلاسز یہاں منعقد کی گئیں۔ اور اس طرح 25 دیہات سے 7 ہزار 2 سو نومبائعین سے انہوں نے رابطے بحال کیے۔

بینن نے 51 دیہاتوں میں 26 ہزار نئے رابطے قائم کیے۔ تنزانیہ نے 4 ہزار 6 سو نومبائعین سے رابطے کیے جو پہلے بالکل تعلق ختم ہو چکا تھا۔

جماعت لائبیریا نے دورانِ سال 3 ہزار نومبائعین سے رابطے قائم کیے۔

مالی میں 9 دیہات کے ایک ہزار 5 سو (افراد سے) نئے رابطے بحال ہوئے۔

بورکینا فاسو کے مبلغ محب اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ وہ اپنے معلم کے ساتھ کایا (Kaya) شہر سے ڈیڑھ صد کلومیٹر دور جنگل میں واقع ایک گاؤں میں گئے۔ گاؤں کے سب لوگ ہمیں دیکھ کر جمع ہوگئے تو ہمیں خوشی ہوئی کہ اب خوب تبلیغ کا موقع ملے گا۔ لوگ جمع ہوئے ہیں تو چلو تبلیغ کریں گے۔ مگر جب ہم نے انہیں بتایا کہ جماعت احمدیہ کے مبلغ ہیں اور امام مہدی کا پیغام لے کر آئے ہیں تو کہنے لگے کہ آج سے گیارہ سال پہلے مربی طارق محمود صاحب آئے تھے اور ہم نے پیغام قبول کر لیا تھا اور ہم تو احمدی ہیں۔ تم لوگ کہیں غائب ہو گئے تھے اور آئندہ تمہارے سے درخواست ہے کہ اپنے رابطے منقطع نہ کرنا۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے رابطہ قائم ہوا۔ جماعت قائم ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تربیت بحال ہوگئی۔ تو یہ بھی ان

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA
Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096
طالب دعا: شیخ اسحٰق، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

کے ایمان کی مضبوطی ہے کہ گیارہ سال تک وہاں کوئی احمدی مبلغ یا معلّم نہیں گیا لیکن وہ لوگ اس پیغام پر قائم رہے جو انہوں نے قبول کیا تھا۔

دورانِ سال جماعت کو عطا ہونے والی نئی مساجد

اس سال جماعت کو عطا ہونے والی جو نئی مساجد ہیں ان کی مجموعی تعداد 299 ہے۔ جن میں سے 169 نئی مساجد تعمیر ہوئی ہیں، 130 بنی بنائی ملی ہیں۔ اسی طرح امریکہ میں مختلف شہروں میں مساجد بن رہی ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی مساجد کی طرف بڑی توجہ ہوگئی ہے اور ہر ملک میں مسجدیں بن رہی ہیں اور اگر یہ مسجدیں اسی طرح بنتی رہیں تو یہی جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچانے کا ذریعہ ہوگا۔

انڈونیشیا میں بھی باوجود مخالفت کے ان کو 3 مساجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے۔

بنگلہ دیش میں 6 مساجد کی تعمیر ہوئی ہے۔ بنگلہ دیش کا تو آپ ایم ٹی اے پر بھی دیکھتے ہیں جہاں ایک نظم کے clip میں وہ دکھاتے ہیں کہ بے تحاشا مولوی ڈنڈے لے کر آرہے ہیں، پتھر بھی مار رہے ہیں اور مسجدوں کے شیشے بھی توڑ دیئے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے وہاں کی جماعت کے ایمانوں میں مضبوطی بخشی ہوئی ہے اور وہ مسجدیں بناتے چلے جارہے ہیں۔

نائیجیریا میں بھی 28 نئی مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔ اسی طرح ساؤتھ افریقہ کے ہمسایہ ملک سوازی لینڈ اور لیسوتھو میں جماعت کو مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی اور ایتھوپیا میں بھی۔ سیرالیون میں 24 نئی مساجد کا اضافہ ہوا۔ سینیگال میں تین مساجد کا اضافہ ہوا۔ اسی طرح گیمبیا میں بھی۔ بہرحال مساجد کی تو اب یہ بے تحاشا لمبی لسٹ ہے۔

سوئٹزرلینڈ کے مبلغ انچارج صداقت صاحب لکھتے ہیں کہ آج کل سوئٹزرلینڈ میں میناروں کی تعمیر کی بہت مخالفت ہورہی ہے۔ یورپ میں عموماً مسجد کے مینار سے یہ لوگ بڑا ڈرتے ہیں۔ اور دو بڑی سیاسی پارٹیاں تو خاص طور پر بڑی مخالفت کر رہی ہیں۔ اور اس موضوع پر ریفرنڈم کروانے کا پروگرام ہے۔ میڈیا کے مختلف نمائندوں نے اپنے طور پر ہمسایوں سے اور اردگرد کے دکانداروں سے اور وہاں بالکل سامنے جو ٹرام چلتی ہے، اسکے سٹاپ پہ جو لوگ کھڑے تھے ان سے ایک سروے کیا۔ اسی طرح اس کے بالکل سامنے سڑک پہ ایک چرچ ہے، ان چرچ کے لوگوں سے پوچھا اور مختلف سوالات کیے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب نے متفقہ طور پر یہی کہا کہ ’’ہمیں اس مسجد سے اور اسکے مینارے سے کسی قسم کا کوئی مسئلہ نہیں اور اس مسجد میں آنے والے لوگ بہت ہی پُر امن ہیں کیوں کہ حقیقی اسلام کے علمبردار ہیں۔‘‘

اکبر احمد صاحب نائیجر سے لکھتے ہیں: بُوپُو (Boupo) نامی گاؤں میں ایک مسجد کی تعمیر شروع کی۔ جب مسجد کی چھت ڈالی جا چکی تھی تو وہاں کے ایک شریر مولوی نے (ان کو بھی اپنی روٹی کا خطرہ رہتا ہے) مسجد کی تعمیر کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا کہ زمین اس کی ہے اور عدالت کے حکم پر Stay Order مل گیا۔ مسجد روکنی پڑی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ فضل کیا کہ اسی علاقہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو 4 نئی مساجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور ان زمینوں کا کُل رقبہ جو مسجدوں کیلئے ہبہ ہوا ہے 47 ہزار مربع میٹر سے اوپر ہے۔

مشن ہاؤسز۔تبلیغی مراکز

مشن ہاؤسز میں بھی 186 کا نیا اضافہ ہوا ہے۔ گزشتہ سالوں کو شامل کر کے 97 نئے ممالک میں تبلیغی مراکز کی، مشن ہاؤسز کی کُل تعداد 1869 ہوچکی ہے۔ اور اللہ کے فضل سے ان میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ ہندوستان کی جماعت اس میں سرِ فہرست ہے جہاں دورانِ سال 82 تبلیغی مراکز کا اضافہ ہوا ہے۔ اور ان کے تبلیغی مراکز کی تعداد 504 ہوچکی ہے۔ اسی طرح بہت سے دوسرے ممالک ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشن ہاؤس اور نماز سینٹر بن رہے ہیں۔

رقیم پریس

رقیم پریس یہاں بھی ہے اور افریقن ممالک میں بھی اسی نام سے چل رہا ہے۔ 8 ممالک میں یہ پریس اب قائم ہوچکا ہے اور یو.کے کے پریس کی نگرانی میں چلتے ہیں۔ غانا، نائیجیریا، تنزانیہ، سیرالیون، آئیوری کوسٹ، کینیا، گیمبیا اور بورکینا فاسو۔ اس جگہ ابھی بن رہا ہے باقی جگہ شروع ہے اور اللہ کے فضل سے جماعتی کتب اور لٹریچر شائع کررہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ ’’لوگ بھی چھاپے خانوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن ان کے اغراض دنیوی اور ناپائیدار ہیں۔ برخلاف اس کے ہمارے معاملات دینی ہیں۔ اس واسطے یہ چھاپے خانے جو اس زمانہ کے عجائبات ہیں دراصل ہمارے ہی خادم ہیں۔‘‘ (ملفوظات، جلد 7، صفحہ 366، مطبوعہ انگلستان)

تو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ ہمارے چھاپہ خانے جو مختلف جگہ چل رہے ہیں اور بورکینا فاسو میں نیا شروع ہوا ہے۔ اس کا نام نورالاسلام پرنٹنگ پریس رکھا گیا ہے۔ وہاں کا معیار اتنا اعلیٰ ہے کہ بعض دوسری کمپنیوں نے پرائیویٹ طور پر بھی کام کروانا شروع کردیا ہے۔ ایئر فرانس (Air Frace) جو فرانس کی Airline کمپنی ہے اس کی کمپنی کے ڈائریکٹر نے جماعت کے نام ایک خط میں تحریر کیا کہ اگر بورکینا فاسو میں اس معیار کی طباعت ہوسکتی ہے تو ہمیں آئندہ سے اپنے طباعت کے کاموں کیلئے پیرس جانے کی ضرورت نہیں ہے اور اب اللہ کے فضل سے وہ اپنے کام جماعت کے پریس سے کروارہے ہیں اور اس سے پھر مزید رابطے بھی بڑھتے ہیں۔ التقویٰ اور Review Of Religions بھی فرنچ میں وہاں سے شائع ہورہا ہے۔

گھانا پرنٹنگ پریس کی نئی عمارت وہاں بن گئی ہے اور نئی مشینری لگ گئی ہے۔ گیمبیا میں پریس کام کررہا ہے۔ سیرالیون میں پریس ہے جیسا کہ میں نے بتایا۔ یونیسیف (UNICEF) نے وہاں سیرالیون میں بچوں کی بہت ساری کتابیں ہمارے پریس سے چھپوائی ہیں۔ آئیوری کوسٹ کا پریس بھی ماشاء اللہ باوجود ملکی حالات کے بڑی عمدگی سے چل رہا ہے۔ ریویو آف ریلیجنز فرنچ میں وہاں بھی شائع ہوتا ہے۔

آبی جان کا ایک بڑا دلچسپ واقعہ ہے کہ ایک بڑے نجی پرنٹنگ پریس کے مالک جو عیسائی ہیں، Mr. Lamtheirno ان کا نام ہے۔ (اگر میں صحیح پڑھ رہا ہوں۔ بہرحال۔) اپنے کسی کام کے سلسلہ میں ہمارے پریس میں آئے۔ اس وقت ہمارے پریس میں کتاب Where did Jesus die? کا فرنچ ترجمہ چھپ رہا تھا۔ اس کا ابتدائی کام ہو رہا تھا۔ انہوں نے اس مضمون پر سرسری نظر ڈالی اور پھر مسودہ کا مطالعہ کرنے کی خواہش کا اظہار کیا اور پورا پڑھا۔ پھر کہنے لگے آپ جو کاغذ استعمال کررہے ہیں صرف اس کا خرچ دیں، باقی سارا خرچ مَیں دیتا ہوں۔ اور اپنی خوشی سے یہ کہا کہ مَیں پانچ ہزار کی تعداد میں اپنی طرف سے یہ شائع کروانا چاہتا ہوں اور اپنے دوستوں میں، عیسائیوں میں یہ بانٹنا چاہتا ہوں۔

نائیجیریا کے پریس میں بھی ترقی ہوئی ہے۔

تراجم قرآن کریم

شعبۂ تصنیف کے تحت دورانِ سال بورکینا فاسو کی مؤرے زبان میں اور اسی طرح گیمبیا کی تین زبانوں وولف، فولا اور میڈینکا میں بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کا ترجمہ چھپوانے کی توفیق دی ہے۔ اس طرح تراجمِ قرآن کریم کی کل تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے 64 ہوگئی ہے۔

اور مؤرے زبان میں سب سے پہلا ترجمۂ قرآن ہے۔ اس ترجمہ کو مکمل ہونے میں دس بارہ سال کا عرصہ لگا ہے۔ بورکینا فاسو کے ایک بڑے پڑھے لکھے ٹیچرز ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کے پرنسپل ہیں، انہوں نے اس میں بڑی معاونت کی ہے۔ اسی طرح اس کی نظرثانی کرنے والوں میں وِڈراگو کریم صاحب، الحاج ودراگو جبریل صاحب، زَوْنُوسلف صاحب، سَوْنڈو سعیدو صاحب، عبدالرزاق صاحب اور الحاج قاسم سانفو صاحب شامل ہیں۔ ان سب نے اس ترجمہ میں بڑا کام کیا ہے۔

انڈونیشیا کی زبان جاوانیز (Javanese) میں پہلے دس پاروں کا ترجمہ پہلی جلد کے طور پر اور تھائی لینڈ کی زبان تھائی میں پہلے بیس پاروں کا ترجمہ دو جلدوں میں چھپ چکا ہے۔ میانمار (Myanmar) کی زبان برمی (Burmese) میں پہلے دس پاروں کا ترجمہ پہلی جلد کے طور پر چھپ چکا ہے۔

اس کے علاوہ 18 زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ مختلف مراحل سے گزر رہا ہے۔ بعض پر نظرِ ثانی کی جارہی ہے۔ عربی متن وغیرہ paste ہو رہے ہیں۔ بہرحال انشاء اللہ جلد شائع ہو جائیں گے۔ علاوہ ازیں 11 مختلف تراجم قرآن زیرِ ترجمہ ہیں۔

دورانِ سال روسی (Russian) ترجمہ قرآن بھی ازسرِ نو چھپوایا گیا تھا۔ یہ پہلے بھی چھاپا گیا تھا لیکن اب اس کے ترجمہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ترجمہ قرآن سے بھی کچھ مدد لی گئی ہے۔ اور ہمارے روسی معلم رستم حماد ولی صاحب اور راویل بخاری صاحب اس میں رانا خالد صاحب مبلغ کے ساتھ کام کررہے تھے۔

دیگر لٹریچر کی اشاعت

اسی طرح مختلف زبانوں میں لٹریچر اور فولڈر شائع کیے گئے۔

رسالہ الوصیت کا نارویجین اور برمی زبان میں ترجمہ کر کے شائع کیا گیا۔ رسالہ الوصیت کے اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے 14 زبانوں میں تراجم طبع ہو چکے ہیں۔

’شرائطِ بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں‘ جو خطبات اور تقاریر پر مشتمل میری کتاب تھی۔ اس کے عربی، انگریزی، فرنچ اور جرمن میں ترجمے طبع ہو چکے ہیں۔

ڈینش اخبارات کی جو بیہودہ گوئی تھی یا خاکے شائع کیے تھے اس پہ بھی میرے خطبات تھے۔ ان کے بھی عربی، فرانسیسی اور فارسی میں ترجمے کیے گئے ہیں۔

اور دیگر کتابیں جو شائع ہوئی ہیں ان میں Essence of Islam جلد نمبر 5 ہے۔ یہ اس کا ترجمہ کیا گیا ہے جو ’’حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اپنی تحریرات کی رُو سے‘‘ حضرت میر داؤد احمد صاحب نے مرتّب کی تھی۔ اس جلد میں معجزات، نشانات اور پیشگوئیوں وغیرہ کے بارہ میں اقتباسات دیئے گئے ہیں۔ اس کا انگریزی میں ترجمہ ڈاکٹر سلیم الرحمن صاحب نے کیا ہے اور چوہدری محمد علی صاحب کی زیرِ نگرانی اس کی نظرِ ثانی کی گئی ہے اور اب شائع ہوگئی ہے۔

’’لیکچر سیالکوٹ‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس لیکچر کا انگریزی ترجمہ شائع کیا گیا ہے جو نومبر 1904ء کو سیالکوٹ کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے ایک مجمع میں پڑھا گیا تھا۔ اس لیکچر میں اسلام کا دوسرے مذاہب سے موازنہ کیا گیا تھا۔

’’ضرورۃ الامام‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب ہے۔ اسکا انگریزی ترجمہ The Need for the Imam شائع ہوگیا ہے۔

پھر ’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘ کا انگریزی ترجمہ طبع ہوگیا ہے۔ ’’معیار المذاہب‘‘ کا انگریزی ترجمہ طبع ہوگیا ہے۔ ’’برکات الدعا‘‘ کا انگریزی ترجمہ طبع ہو گیا ہے۔ A Message of Peace ’’پیغامِ صلح‘‘ کا ازسرِ نو ترجمہ کیا گیا ہے۔ Islam's response to contemporary issues کا ایڈیشن بڑا خوبصورت شائع کیا گیا ہے۔ یہ ساری کتابیں پڑی ہیں جو اس سال شائع ہوئی ہیں۔

قرطاسِ ابیض جو شائع کیا تھا اس میں جماعت احمدیہ پر لگائے گئے بے بنیاد الزامات کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو خطبات دیئے تھے ان کا انگریزی ترجمہ کروایا جا رہا ہے۔ کچھ چھپ چکے ہیں۔ مزید 4 خطبات کا انگریزی ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ جن میں ایک ہے:

Ahmadiyya Muslim Jama'at and the Muslims of India.
The Founder of the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
Their Ulama اور

(باقی آئندہ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 15 و 22 / نومبر 2013)

رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ (الہامی دعا حضرت مسیح موعودؑ)
ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے، اے میرے رب! شریر کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر

KOLKATA BAZAR MOBILE SHOP
Prop. : Minzarul Hassan
Contact No. 6239691816, 8116091155
Delhi Bazar, Qadian - 143516
Dist. Gurdaspur, PUNJAB

COAT-PANT, SHERWANI, VASE COAT
SALWAR KAMEEZ, LADIES COAT
عمدہ کوالٹی کے کپڑے مناسب ریٹ پر دستیاب ہیں

Gentelman Tailors
Civil Line Road, Near Four Story
Qadian - 143516 Dist. Gurdaspur, PUNJAB
Tayyab : 9779827028 Sadiq : 9041515164

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 29؍جنوری 2022ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم ملک نذیر احمد صاحب
ابن مکرم ملک غلام حسین صاحب (رینز پارک، یو.کے)

25؍جنوری 2022ء کو 86 سال کی عُمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ تعلیم الاسلام کالج لاہور اور ربوہ میں پڑھائی مکمل کرنے کے بعد 1966ء میں By Road یوکے آگئے اور یہاں آکر پولیٹیکل سائنس کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد 30 سال تک سکاٹ لینڈ میں ریاضی پڑھاتے رہے۔ آپ کو UN میں سٹوڈنٹ کونسل کے نمائندہ کے طور پر اسلام کے متعلق تقریر کرنے کا بھی موقع مِلا۔ مرحوم جماعت کیلئے بہت غیرت رکھتے تھے۔ بہت دیندار، صوم وصلوٰۃ کے پابند، لوگوں کے ساتھ انتہائی پیار و محبت سے ملنے والے، خوش گفتار اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے نیک اور مخلص بزرگ تھے۔ مرحوم انتہائی خوش الحانی کے ساتھ بلند آواز میں تلاوت قرآن کریم کیا کرتے تھے۔ آپ کی بیٹی نے بتایا کہ مرحوم ہمیشہ انہیں ڈاکٹری کے پیشہ میں وقف عارضی کیلئے سپورٹ کرتے اور اس کیلئے خود بھی متعدد ممالک کے سفروں میں ان کے ساتھ جاتے رہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم مرزا مبارک احمد صاحب
ابن مکرم مرزا فضل الرحمٰن صاحب (کینیڈا)

12؍جنوری 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے دادا حضرت مرزا برکت علی صاحبؓ اور دادی حضرت سردار بیگم صاحبہؓ دونوں حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ مرحوم صدر جماعت مالٹن (Malton) اور بریمپٹن پیل وِیلج (Brampton Peel Village) کے علاوہ کئی سال ریجنل امیر بریمپٹن (Brampton) کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ بہت سالوں تک جلسہ سالانہ کے سٹیج کی تیاری اور ڈیکوریشن کا کام بھی بڑی گرم جوشی اور خندہ پیشانی سے سعادت سمجھتے ہوئے کرتے رہے۔ تبلیغ کا بھی بہت شوق تھا۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، بہت مہمان نواز، اپنوں اور غیروں کا خیال رکھنے والے ایک نیک اور ہمدرد انسان تھے۔ آپ کی عاجزی وانکساری اور نرم مزاجی بے مثال تھی۔ خلافت سے انتہائی محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ آپ نے تکلیف دہ بیماری کا بڑے صبر وہمت سے مقابلہ کیا۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم ساجد اقبال صاحب (مربی سلسلہ مارشل آئی لینڈز) کے ماموں تھے۔

(2) مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری سہیل احمد صاحب (آڈیٹر مجلس انصار اللہ سیالکوٹ)

3؍جنوری 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے والی، خلافت کی وفادار ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خدمت دین کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں بوڑھے والدین اور میاں کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم چودھری امتیاز احمد صاحب شہید (سانحہ لاہور) کی بہن اور مکرم عقیل احمد صاحب (مربی سلسلہ، Bo ریجن، سیرالیون) کی بھابھی تھیں۔

(3) مکرمہ سیدہ امۃ الرحمٰن شاہ صاحبہ اہلیہ مکرم سید عبدالغفور شاہ صاحب مرحوم (محلہ ناصر آباد، ربوہ)

4؍جنوری 2022ء کو 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کے دادا حضرت سید عبدالعزیز شاہ صاحبؓ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے صحابی تھے۔ مرحومہ خلافت احمدیہ سے اخلاص و وفا کا ایک خاص تعلق رکھتی تھیں۔ خلیفۂ وقت کے خطبات جمعہ اور دیگر خطابات خود بھی بہت توجہ اور باقاعدگی سے سنتیں اور اپنے بچوں کو بھی اس کی بہت تلقین کرتی تھیں۔ مرحومہ نماز تہجد اور پنجوقتہ نماز کی پابند تھیں اور ہمیشہ اضافی چندہ ادا کر دیا کرتی تھیں۔ بہت ملنسار، سادہ زندگی گزارنے والی، دعاگو اور مضبوط عزم وہمت کی مالک تھیں۔ اپنے سب بچوں کو بچپن ہی سے جماعتی پروگراموں میں ساتھ لے کر جاتی تھیں۔ ہمیشہ اپنی اولاد کو خلافت اور نظام جماعت کا خادم بنے رہنے کا درس دیتی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 8 بیٹیاں اور 3 بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم محبوب الرحمٰن شفیق احمد صاحب (مبلغ سلسلہ کینیڈا) کی ساس تھیں۔

(4) مکرمہ امۃ الحمید شاہ صاحبہ
اہلیہ مکرم بشیر احمد شاہ صاحب مرحوم (نیروبی، کینیا)

15؍جنوری 2022ء کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے صحابی حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب کی پڑپوتی اور حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب کی پوتی اور مکرم قاضی عبد السلام بھٹی صاحب کی بیٹی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، ہر ایک کا خیال رکھنے والی، اصول پسند، خوش مزاج، ہمدرد، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور متعدد پوتے، پوتیاں اور پڑپوتے، پڑپوتیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم رفیع احمد شاہ صاحب (نائب سیکرٹری ضیافت و ناظم لنگر خانہ جلسہ سالانہ یوکے) کی والدہ تھیں۔

(5) مکرمہ خالدہ پروین صاحبہ
اہلیہ مکرم محمد نصیر خان صاحب مرحوم (ملائیشیا)

16؍جنوری 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، صابرہ وشاکرہ، خوش اخلاق، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

(6) مکرمہ بشیر اختر صاحبہ اہلیہ مکرم رائے اللہ بخش صاحب مرحوم (عنایت پور بھٹیاں ضلع چنیوٹ)

19؍دسمبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار اور نیک خاتون تھیں۔ بچوں کو ہمیشہ دین سے محبت، نظام جماعت اور خلافت کی اطاعت کی تلقین کرتی رہتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم شعیب احمد بھٹی صاحب (صدر جماعت عنایت پور بھٹیاں ضلع چنیوٹ) کی والدہ تھیں۔

(7) مکرم ملک عبداللطیف خان صاحب
ابن مکرم ملک عبدالمجید خان صاحب (فیصل آباد)

10؍دسمبر 2021ء کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم بہت نیک، مخلص اور جماعت کے فدائی کارکن تھے۔ ضلع بھر میں موٹر سائیکل پر جماعتی دورے کیا کرتے تھے۔ جماعتوں کو فعال کرنے میں امارت کے ساتھ بہت مؤثر کردار ادا کیا۔ خلافت کے ساتھ گہری وابستگی تھی۔ مرحوم موصی تھے۔

(8) مکرم قاضی عبدالرحمٰن نعیم صاحب ابن مکرم قاضی عبدالحمید صاحب (جوہر ٹاؤن، لاہور)

9؍اکتوبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نائب زعیم اعلیٰ انصار اللہ کے علاوہ اپنے حلقہ میں بطور محصل اور سیکرٹری صنعت وتجارت خدمت بجالاتے رہے۔ جلسہ سالانہ قادیان کی ڈیوٹیاں دینے کی بھی توفیق پائی۔ مرحوم نماز باجماعت کے پابند، بہت مہمان نواز، خدمت خلق کے ہر کام کو شوق سے کرنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔ ☆☆

مجلس انصار اللہ کو احمدی بچوں کو انٹرنیٹ پر موجود ضرر رساں اور خطرناک مواد سے بچانے کیلئے مناسب اقدام اٹھانے چاہئیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اراکین نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ یو.کے کی (آن لائن) ملاقات

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اراکین عاملہ مجلس انصار اللہ یو.کے کی 13؍جون 2021ء کو آن لائن ملاقات ہوئی۔ حضور انور نے اس میٹنگ کی صدارت اپنے دفتر اسلام آباد (ٹلفورڈ) سے فرمائی جبکہ ممبران مجلس عاملہ مجلس انصار اللہ یو.کے نے بیت الفتوح (مورڈن) سے شرکت کی۔ حضور انور نے مجلس عاملہ کے ہر ممبر سے انفرادی طور پر ان کی ذمہ داریوں اور فرائض کے بارے میں دریافت فرمایا اور ان میں سے ہر ایک کو اپنے شعبہ کی مساعی کی رپورٹ پیش کر کے حضور انور سے راہنمائی حاصل کرنے کا موقع ملا۔

دوران ملاقات حضور انور نے مجلس انصار اللہ کو ہدایت فرمائی کہ احمدی مسلمان بچوں کو انٹرنیٹ پر موجود ضرر رساں اور خطرناک مواد سے بچانے کیلئے مناسب اقدام اٹھانے چاہئیں۔

حضور انور نے فرمایا: جن انصار کے بچے بڑے ہو کر انصار میں جاچکے ہیں ان کے بھی چھوٹے بچے ہیں۔ بعض ان میں سے ایسے ہیں جوان بچوں کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ وہ آجکل انٹرنیٹ پر بیٹھے رہتے ہیں اور جب سکولوں میں چھٹیاں ہوتی ہیں تو خاص طور پر۔ پھر انٹرنیٹ پر جاکر غلط قسم کے پروگرام دیکھنے کی طرف رجحان زیادہ بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اس کیلئے آپ لوگوں نے کوئی پروگرام بنایا ہے؟ خدام الاحمدیہ تو بناتی ہے، انصار کو بھی بنانا چاہیے۔ ان حالات کے مطابق اپنا پروگرام بنانا چاہیے اور اس کی فوری implementation ہونی چاہیے۔

بعد ازاں حضور انور نے مجلس انصار اللہ کے ایسے اراکین کے حوالہ سے جو قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتے سکیم بنانے کے متعلق ہدایات دیتے ہوئے فرمایا: ایک confidential report لیں اپنی۔ اگر کوئی شرماتا ہے تو کہہ دیں کہ تمہارا نام disclose نہیں کیا جائے گا۔ ویسے تو قرآن کریم پڑھنے کے بارے میں شرمانا نہیں چاہیے لیکن اگر کسی میں جھجک ہے تو اس کو یہ بتادیں کہ تمہارا نام نہیں بتائیں گے۔ تم نے قرآن کریم پڑھنا ہے تو تمہارے پڑھنے کا انتظام کر دیتے ہیں۔

کتاب دیباچہ تفسیر القرآن کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے حضور انور نے ممبران عاملہ مجلس انصار اللہ یوکے کو مخاطب ہوکر فرمایا انہیں اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ مذہب کی ضرورت کیا ہے، اسلام کے کیا مقاصد ہیں اور دیگر مذاہب کے موازنہ کی تعلیم سے خود کو روشناس کروانا ضروری ہے۔

حضور انور نے فرمایا: دیباچہ تفسیر القرآن کا پہلا حصہ موازنہ مذاہب سے تعلق رکھتا ہے، مذہب کی ضرورت اور اسلام کی ضرورت ایسے موضوعات ہیں جن میں مجلس انصار اللہ کے ممبران کو خوب مہارت ہونی چاہئے اور ان پر یہ مضامین خوب واضح ہونے چاہئیں۔ ان سب کو پتا ہونا چاہیے کہ مذاہب کے باہمی اختلافات کیا ہیں اور مذہب کی کیا ضرورت ہے اور اسلام کے قائم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

ملاقات کے اختتام پر مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ یوکے نے Masroor Eye Institute برکینا فاسو کے افتتاح کی رپورٹ پیش کی اور عرض کیا کہ حضور اقدس کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجلس انصار اللہ یوکے کو احسن رنگ میں یہ ذمہ داری نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے رپورٹ پر تبصرہ فرماتے ہوئے فرمایا: جزاک اللہ۔ ماشاء اللہ۔ بڑا اچھا بنالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اس کو چلانے کی بھی توفیق دے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 2 جولائی 2021ء)

......☆......☆......☆......

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان — لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ — فون نمبر: +91-96465-61639, +91-85579-01648

تم تو وہ خوبیاں بجالاتے ہو جو معدوم ہو چکی ہیں اور تم صلہ رحمی کرتے ہو، تھکے ہاروں کا بوجھ اٹھاتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو اور مصائب پر لوگوں کی مدد کرتے ہو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 17/دسمبر 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال غلاموں کو آزاد کرانے کے سلسلہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد نے ابوبکرؓ کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد ابو قُحافہ نے ان سے کہا کہ اے میرے بیٹے! مَیں دیکھتا ہوں کہ تم کمزور لوگوں کو آزاد کرا رہے ہو۔ اگر تم ایسا کرنا چاہتے ہو جو تم کر رہے ہو تو تم طاقتور مردوں کو آزاد کرواؤ تا کہ وہ تمہاری حفاظت کریں اور وہ تیرے ساتھ کھڑے ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اے میرے پیارے باپ! مَیں تو محض اللہ عزّ وجلّ کی رضا چاہتا ہوں۔

سوال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت خَبَّاب بن اَرَتؓ کے متعلق کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہوں نے ایک دفعہ نہانے کیلئے کرتہ اتارا تو کوئی شخص پاس کھڑا تھا اس نے دیکھا کہ ان کی پیٹھ کا چمڑا اُوپر سے ایسا سخت اور کھردرا ہے جیسے بھینس کی کھال ہوتی ہے۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور پوچھا کہ کب سے یہ بیماری ہے؟ حضرت خَبَّاب ہنس پڑے اور کہنے لگے یہ بیماری نہیں بلکہ پتھروں میں گھسیٹے جانے کا نشان ہے۔ فرمایا: سالہا سال تک ان پر ظلم ہوا۔ آخر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بات برداشت نہ ہوسکی اور انہوں نے اپنی جائیداد کا بہت سا حصہ فروخت کر کے انہیں آزاد کرا دیا۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والے غلاموں کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا؟

جواب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ غلام جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے مختلف اقوام کے تھے اِن میں حبشی بھی تھے جیسے بلالؓ، رومی بھی تھے جیسے صُہَیبؓ پھر ان میں عیسائی بھی تھے جیسے جُبَیرؓ اور صُہَیبؓ اور مشرکین بھی تھے جیسے بلالؓ اور عمارؓ۔ بلالؓ کو اسکے مالک تپتی ریت پر لٹا کر اوپر یا تو پتھر رکھ دیتے یا نوجوانوں کو سینہ پر کودنے کیلئے مقرر کر دیتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان پر یہ ظلم دیکھے تو ان کے مالک کو ان کی قیمت ادا کر کے انہیں آزاد کروا دیا۔

سوال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہجرت حبشہ کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب مسلمانوں کو تکلیف دی گئی تو حضرت ابوبکرؓ ہجرت کرنے کی غرض سے حبشہ کی طرف چل پڑے۔ جب بَرْكُ الْغِمَاد مقام پر پہنچے، جو مکہ سے پانچ رات کی مسافت پر سمندر سے متصل ہے، تو انہیں ابنِ دَغِنہ ملا اور وہ قَارَہ قبیلہ کا سردار تھا، اس نے پوچھا اَے ابوبکر! کہاں کا قصد ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ زمین میں چلوں پھروں اور اپنے ربّ کی عبادت کرتا رہوں۔ ابنِ دَغِنہ نے کہا تمہارے جیسا آدمی خود وطن سے نہیں نکلتا اور نہ اسے نکالا جانا چاہئے۔ تم تو وہ خوبیاں بجالاتے ہو جو معدوم ہو چکی ہیں اور تم صلہ رحمی کرتے ہو، تھکے ہاروں کا بوجھ اٹھاتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو اور مصائب حقہ پر مدد کرتے ہو، پھر اس نے کہا کہ میں تمہیں اپنی پناہ میں لیتا ہوں، واپس چلو اور اپنے وطن میں ہی اپنے رب کی عبادت کرو۔

سوال اِبن دَغِنہ کی پناہ حضرت ابوبکرؓ نے کب واپس کردی؟

جواب قریش نے ابنِ دَغِنہ سے کہا کہ ٹھیک ہے تم نے ابوبکرؓ کو پناہ دی لیکن اُس سے کہو کہ وہ اپنے ربّ کی عبادت اپنے گھر میں ہی کرے۔ حضرت ابوبکرؓ اپنے گھر سے ہی اپنے ربّ کی عبادت کرنے لگے اور اپنے گھر کے سوا کسی اَور جگہ نماز اور قرآن اعلانیہ نہ پڑھتے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو خیال آیا تو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں نماز پڑھنے کی جگہ بنالی۔ وہیں نماز بھی پڑھتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ جب حضرت ابوبکر تلاوت کرتے تو زار و قطار روتے جس سے مشرک عورتیں اور بچے آپ کے پاس جمگھٹا کرتے، آپؓ کی تلاوت اُنہیں اچھی لگتی۔ اس کیفیت نے قریش کے مشرک سرداروں کو پریشان کر دیا اور انہوں نے ابنِ دَغِنہ کو کہلا بھیجا کہ ابوبکر نے نماز اور قرآن اعلانیہ پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہمارے لڑکوں اور ہماری عورتوں کو آزمائش میں ڈال دیگا۔ یا تو وہ اپنے گھر کے اندر عبادت کرے یا پھر تم اپنی پناہ واپس لے لو۔ اِبن دَغِنہ نے جب یہ بات حضرت ابوبکرؓ سے کہی تو آپؓ نے اُس کی پناہ واپس کر دی۔

سوال شعب ابی طالب میں محصور ہونے کی حضور انور نے کیا تفصیل بیان فرمائی؟

جواب شِعْبِ اَبِي طَالِب میں بھی حضرت ابوبکرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ قریش مکہ نے توحید کے پیغام کو روکنے کیلئے ہر ممکن کوشش کی مگر جب انہیں ہر طرف سے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو انہوں نے بنو ہاشم اور بنو مُطَّلِب کے ساتھ قطع تعلقی کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ محرم 7/نبوی میں ایک معاہدہ لکھا گیا کہ کوئی شخص خاندانِ بنو ہاشم اور بنو مُطَّلِب سے رشتہ نہیں کریگا اور نہ انکے پاس کوئی چیز فروخت کریگا۔ نہ ان سے کچھ خریدیگا اور نہ انکے پاس کوئی کھانے پینے کی چیز جانے دیگا اور نہ ان سے کسی قسم کا تعلق رکھے گا۔ اس معاہدہ پر تمام بڑے بڑے رؤساء کے دستخط ہوئے اور پھر وہ ایک اہم قومی عہد نامہ کے طور پر کعبہ کی دیوار کے ساتھ آویزاں کر دیا گیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام بنو ہاشم اور بنو مطلب کیا مسلم اور کیا کافر، سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابولہب کے جس نے اپنی عداوت کے جوش میں قریش کا ساتھ دیا، شِعْبِ اَبِي طَالِب میں جو ایک پہاڑی دَرّہ کی صورت میں تھا محصور ہو گئے اور اس طرح گویا قریش کے دو بڑے قبیلے مکہ کی تمدنی زندگی سے عملاً بالکل منقطع ہو گئے اور شِعبِ ابی طالب میں جو گویا بنو ہاشم کا خاندانی درّہ تھا قیدیوں کی طرح نظر بند کر دیئے گئے۔ چند گنتی کے دوسرے مسلمان جو اس وقت مکہ میں موجود تھے وہ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔

سوال قرآن مجید کی پیشگوئی غُلِبَتِ الرُّوْمُ کی حضرت مصلح موعودؓ نے کیا تفصیل بیان فرمائی؟

جواب آپؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی مکہ میں ہی تھے کہ عرب میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ ایرانیوں نے رومیوں کو شکست دے دی ہے اِس پر مکہ والے بہت خوش ہوئے کہ ہم بھی مشرک ہیں اور ایرانی بھی مشرک۔ اور یہ ایک نیک شگون ہے اس بات کیلئے کہ ہم مکہ والے بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غالب آجائیں گے۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے بتایا کہ رومی حکومت کو شام کے علاقہ میں بے شک شکست ہوئی ہے لیکن اِس شکست کو تم قطعی نہ سمجھو۔ مغلوب ہونے کے بعد رومی پھر 9 سال کے اندر غالب آجائیں گے۔ اِس پیشگوئی کے شائع ہونے پر مکہ والوں نے بڑے بڑے قہقہے لگائے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بعض کفار نے سو سو اونٹ کی شرط باندھی کہ اگر اتنی شکست کھانے کے بعد بھی روم ترقی کر جائے تو ہم تمہیں سو اونٹ دیں گے اور اگر ایسا نہ ہوا تو تم ہمیں سو اونٹ دینا۔ بظاہر اِس پیشگوئی کے پورا ہونے کا امکان دور سے دور تر ہوتا چلا جا رہا تھا۔ شام کی شکست کے بعد رومی لشکر متواتر کئی شکستیں کھا کر پیچھے ہٹتا گیا یہاں تک کہ ایرانی فوجیں بحیرہ مارمورا کے کناروں تک پہنچ گئیں۔ قسطنطنیہ اپنی ایشیائی حکومتوں سے بالکل منقطع ہو گیا اور روم کی زبردست حکومت ایک ریاست بن کر رہ گئی مگر خدا کا کلام پورا ہونا تھا اور پورا ہوا۔ انتہائی مایوسی کی حالت میں روم کے بادشاہ نے اپنے سپاہیوں سمیت آخری حملہ کیلئے قسطنطنیہ سے خروج کیا اور ایشیائی ساحل پر اتر کر ایرانیوں سے ایک فیصلہ کن جنگ کی طرح ڈالی۔ رومی سپاہی باوجود تعداد اور سامان میں کم ہونے کے قرآن کریم کی پیشگوئی کے مطابق ایرانیوں پر غالب آئے۔ ایرانی لشکر ایسا بھاگا کہ ایران کی سرحدوں سے ورے اس کا قدم کہیں بھی نہ ٹھہرا اور پھر دوبارہ رومی حکومت کے افریقی اور ایشیائی مفتوحہ ممالک اس کے قبضہ میں آگئے۔

سوال حضرت ابوبکرؓ نے روم کے غلبہ کیلئے کتنے سال کی شرط رکھی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کیا تصحیح فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابوجہل سے شرط لگائی اور قرآن شریف کی وہ پیشگوئی مدار شرط رکھی کہ الٓمّٓ ○ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ○ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ○ اور تین برس کا عرصہ ٹھہرایا تو آپؐ پیشگوئی کی صورت کو دیکھ کر فی الفور دور اندیشی کو کام میں لائے اور شرط کی کسی قدر ترمیم کرنے کیلئے ابوبکر صدیق کو حکم فرمایا اور فرمایا کہ بِضْعِ سِنِيْنَ کا لفظ مجمل ہے اور اکثر نو برس تک اطلاق پاتا ہے۔

سوال جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ عرب قبائل میں تبلیغ کریں تو آپؐ نے کس طرح تبلیغ کی؟

جواب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس غرض سے نکلے۔ میں اور حضرت ابوبکرؓ بھی آپؐ کے ہمراہ تھے۔ ہم ایک مجلس میں پہنچے جس میں سکینت اور وقار تھا۔ وہ لوگ بلند مقدرت والے اور ذی وجاہت تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان سے پوچھا تم لوگ کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم بنو شَيْبَان بن ثَعْلَبَہ سے ہیں۔ ان لوگوں میں مفروق بن عمرو، مُثَنّٰی بن حارثہ، ہَانِی بن قَبِیْصَہ اور نُعمان بن شریک تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں قرآنی آیات پڑھ کر سنائیں جس سے وہ بہت متاثر ہوئے لیکن کسریٰ کے ڈر سے بیعت نہیں کی کیونکہ اُن کا کسریٰ سے کوئی معاہدہ تھا۔ حضور انور نے فرمایا وہی مثنّٰی جو اس وقت کسریٰ کی طاقت سے اتنا مرعوب تھا کہ اس کی ناراضگی کے ڈر سے اسلام قبول کرنے سے ہچکچا رہا تھا، حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں اسی کسریٰ سے مقابلہ کرنے والی اسلامی فوج کے سپہ سالار کی حیثیت سے کسریٰ کی کمر توڑ کے رکھ دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کے مصداق بنے۔

......☆......☆......☆......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صدقہ خدا کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے
اور برائی کی موت کو دُور کرتا ہے، صدقہ دیکر آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور خرچ کرنیکی ہی استطاعت ہو

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 26/نومبر 2004 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خطبہ کے شروع میں حضور انور نے کس آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے ورہ توبہ آیت 104 کی تلاوت فرمائی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا جو اس طرح سے ہے: اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ کیا اُنہیں علم نہیں ہوا کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ منظور کرتا ہے اور صدقات قبول کرتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی ہے جو بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

سوال اللہ تعالیٰ کن لوگوں کی دعائیں اور صدقات قبول فرماتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُن بندوں کی دعاؤں اور صدقات کو قبول فرماتا ہوں جو اس کی طرف جھکتے ہیں۔ اپنی کمزوریوں اور اپنی نالائقیوں سے آئندہ بچنے کی کوشش کرنے کا عہد کرتے ہیں۔

سوال پھر ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ کیا سلوک کرتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جیسا کہ حدیث میں آتا ہے، ایسا شخص اگر ایک قدم اللہ کی طرف چل کے آتا ہے تو اللہ میاں اس کی طرف دو قدم چلتا ہے اور بندہ اگر زیادہ تیز چلتا ہے تو اللہ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔ فرمایا: بہرحال جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ بندہ اس کی طرف آ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس انتظار میں ہوتا ہے کہ کب میرا بندہ دعا اور صدقات سے میرا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

سوال: اللہ کی راہ میں قربانی کرتے وقت کون سی بات مد نظر رکھنی چاہیئے؟

جواب: اللہ کی راہ میں قربانی کرتے وقت کسی قسم کی شرط نہیں لگانی چاہیئے۔ حضور انور نے فرمایا: ہمارا کام یہ ہے کہ بغیر کسی شرط کے خالص ہوکر اس کی راہ میں قربانیاں کرتے چلے جائیں۔

سوال: ایک مخلص بندے کی دعا کیساتھ اللہ کا کیا سلوک ہوتا ہے؟

جواب: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو بڑا حیا والا ہے، بڑا کریم ہے، سخی ہے، جب بندہ اس کے حضور اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرتے ہوئے شرماتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا: جب تم خالص ہوکر اس سے دعا مانگو گے تو وہ کبھی ردّ نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ خالص ہوکر اس کے حضور جھکنے والے ہوں۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے کس رنگ میں صحابہ کو صدقہ کی ترغیب دی؟

جواب: نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ کرنا فرض ہے۔ اس پر صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جس کے پاس کچھ نہیں وہ کیا کرے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص اپنے ہاتھ سے کام کرے، اپنی ذات کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ انہوں نے عرض کیا اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا وہ اپنے کسی ضرورتمند قریبی عزیز کی مدد کرے۔ صحابہؓ نے عرض کی اگر کوئی شخص اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو؟ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اسے چاہئے کہ وہ معروف باتوں پر عمل کرے اور بری باتوں سے رُکے، یہی اس کے لئے صدقہ ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ بعض دفعہ اپنے بندے کی کسی معمولی کام سے خوش ہوکر اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے اس کی حضور انور نے حدیث سے کیا مثال دی؟

جواب: ایک روایت میں آتا ہے، آنحضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کتا دیکھا جو شدت پیاس سے مٹی چاٹ رہا تھا، اس شخص نے اپنا موزا اُتارا اور اس سے اس کے سامنے پانی انڈیلنے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے اُس کی اچھی طرح پیاس بجھا دی۔ اس پر خدا تعالیٰ نے اپنے بندے کی قدردانی کی تو اس کو جنت میں داخل کر دیا۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو صدقہ وخیرات کی کس رنگ میں ترغیب دی؟

جواب: ایک دفعہ ازواج مطہرات نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم میں سے سب سے پہلے آپؐ سے کون ملے گا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے لمبے ہاتھوں والی۔ پھر ان ازواج مطہرات نے اپنے ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سب سے لمبے ہاتھوں والی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہمیں اس بات کا بعد میں علم ہوا کہ لمبے ہاتھوں سے مراد کثرت سے صدقہ دینا ہے۔ کیونکہ جو زوجہ سب سے زیادہ صدقہ کرتی تھیں وہی ازواج میں سب سے پہلے آنحضور ﷺ سے جاملیں۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے صدقہ کی کیا اہمیت بیان فرمائی؟

جواب: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ خدا کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور برائی کی موت کو دُور کرتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ دے کر آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے کی ہی استطاعت ہو۔

سوال: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدقہ کی کن الفاظ میں اہمیت بیان فرمائی؟

جواب: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: تمام مذاہب کے درمیان یہ امر متفق ہے کہ صدقہ خیرات کے ساتھ بلا ٹل جاتی ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اس بات کے قائل ہیں کہ صدقات سے بلا ٹل جاتی ہے۔ ہندو بھی مصیبت کے وقت صدقہ و خیرات دیتے ہیں۔ اگر بلا ایسی شے ہے کہ وہ ٹل نہیں سکتی تو پھر صدقہ خیرات سب عبث ہوجاتے ہیں۔

سوال: دعاؤں اور صدقات کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: دعاؤں اور صدقات کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے۔ جب دعاؤں کے ساتھ صدقہ وخیرات کی طرف توجہ دیں یا صدقہ وخیرات کے ساتھ دعاؤں کی طرف توجہ دیں، کیونکہ بعض لوگ صرف صدقہ کر دیتے ہیں وہ ان کو آسان لگتا ہے، نمازوں اور دعاؤں کی طرف توجہ کم ہوتی ہے، دونوں چیزیں اگر ملائیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل بہت تیزی سے فرماتا ہے۔

سوال: نیک عمل کیساتھ دعائیں بھی ضروری ہیں اس تعلق میں حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے دعا کے رابطے کو قائم رکھنے کے لئے، اور ہدایت پر قائم رہنے کے لئے، اس کے فضلوں کو ہمیشہ سمیٹنے کے لئے اسکے تمام احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جب اس طرح دعاؤں کے ساتھ احکامات پر عمل کرتے ہوئے، صدقہ وخیرات پیش کر رہے ہونگے، چندے دے رہے ہونگے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق ہماری دعائیں سنے گا بھی اور ان قربانیوں کو قبول بھی فرمائے گا۔

سوال: بعض لوگ خلیفہ وقت کو دُعا کیلئے لکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارا کام ہوجانا چاہیئے، بلکہ بعض جواب طلبی بھی کرتے ہیں کہ ہمارا کام کیوں نہیں ہوا؟ اس کا حضور انور نے کیا جواب ارشاد فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا ایسے لوگوں کو مَیں حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں جواب دیتا ہوں۔ آپؓ نے ایک موقع پر فرمایا: ’’بعض لوگ دعا کے واسطے مجھے اس طرح سے کہتے ہیں کہ گویا میں خدا کا ایجنٹ ہوں اور بہرحال ان کا کام کرا دوں گا۔ خوب یاد رکھو مَیں ایجنٹ نہیں ہوں، مَیں اللہ کا ایک عاجز بندہ ہوں۔‘‘

سوال: بعض عورتیں دعا کرانے میں شرک کی حد تک کسی پر بھروسہ کرلیتی ہیں اُن کو حضور انور نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: بعض دفعہ بعض عورتیں کمزوریاں دکھا جاتی ہیں۔ بالکل ہی بعض دعا کرنے والوں پہ اتنا اعتقاد ہوتا ہے کہ سمجھتی ہیں کہ بس ان کے واسطے سے ہی اُوپر دعا جانی ہے۔ اگر دعا کا کوئی واسطہ ہے تو صرف آنحضرت ﷺ کا واسطہ ہے، اس کے علاوہ تو کوئی واسطہ نہیں ہے اس لئے درود بھیجنا چاہئے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کو دعاؤں میں سے سب سے محبوب دُعا کون سی ہے؟

جواب: آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس کے لئے باب الدعا کھولا گیا تو گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں، ان میں سے سب سے زیادہ اسے عافیت طلب کرنا محبوب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دُعا اس ابتلاء کے مقابلہ پر جو آچکا ہو، اور اس کے مقابلے پر بھی جو ابھی نہ آیا ہو، نفع دیتی ہے۔ اے اللہ کے بندو! تم پر لازم ہے کہ تم دعا کرنے کو اختیار کرو۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

مقدار اور تعداد سے کم نہ ہوں شائع کر دیں تو مَیں دس ہزار روپیہ اُن کو انعام دے دوں گا۔ اُن کو اختیار ہوگا کہ مولوی محمد حسین صاحب سے مدد لیں یا کسی اور صاحب سے مدد لے لیں۔

کبھی ممکن نہیں ہوگا کہ ثناء اللہ اور اُنکے تمام مولوی پانچ دِن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں کیونکہ خدا تعالیٰ اُن کی قلموں کو توڑ دے گا اور اُن کے دِلوں کو غبی کر دے گا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِس وجہ سے بھی اُن کو کوشش کرنی چاہئے کہ میرے ایک اشتہار میں پیشگوئی کے طور پر خبر دی گئی ہے کہ اخیر دسمبر 1902ء تک کوئی خارق عادت نشان ظاہر ہوگا۔ اور گو وہ نشان اور صورتوں میں بھی ظاہر ہو گیا ہے لیکن اگر مولوی ثناء اللہ اور دوسرے مخاطبین نے اس میعاد کے اندر اس قصیدہ اور اس اُردو مضمون کا جواب نہ لکھا، یا نہ لکھوایا تو یہ نشان اُن کے ذریعہ سے پورا ہو جائیگا۔ سو انہیں لازم ہے کہ اگر وہ میرے کاروبار کو انسان کا منصوبہ خیال کرتے ہیں تو مقابلہ کر کے اِس نشان کو کسی طرح روک دیں اور دیکھو مَیں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہ اکیلے یا دوسروں کی مدد سے میعاد معیّنہ کے اندر میرے قصیدہ اور اُردو عبارت کے مطابق اور ان کی تعداد کے مطابق قصیدہ چھپوا کر شائع کریں گے اور تاریخ وصولی سے بارہ دن کے اندر بذریعہ ڈاک میرے پاس بھیج دیں گے تو صرف مَیں یہی نہیں کروں گا کہ دس ہزار روپیہ اُن کو انعام دونگا بلکہ اِس غلبہ سے میرا جھوٹا ہونا ثابت ہوگا۔ اِس صورت میں مولوی ثناء اللہ صاحب اور اُن کے رفیقوں کو ناحق کے افتراؤں کی حاجت نہیں رہے گی اور مفت میں اُن کی فتح ہوجائے گی ورنہ اُن کا حق نہیں ہوگا کہ پھر کبھی مجھے جھوٹا کہیں یا میرے نشانوں کی تکذیب کریں۔ دیکھو مَیں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے اس نشان پر حصر رکھتا ہوں۔ اگر مَیں صادق ہوں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مَیں صادق ہوں تو کبھی ممکن نہیں ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ اور اُن کے تمام مولوی پانچ دِن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں اور اُردو مضمون کا ردّ لکھ سکیں کیونکہ خدا تعالیٰ اُن کی قلموں کو توڑ دے گا اور اُن کے دِلوں کو غبی کر دے گا اور مولوی ثناء اللہ کو اس بدگمانی کی طرف راہ نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ قصیدہ پہلے سے بنا رکھا تھا کیونکہ وہ ذرا آنکھ کھول کر دیکھے کہ مباحثہ مُد کا اِس میں ذکر ہے۔ پس اگر مَیں نے پہلے بنایا تھا تب تو اُنہیں ماننا چاہئے کہ مَیں عالم الغیب ہوں۔ بہرصورت یہ بھی ایک نشان ہوا اِس لئے اب ان کو کسی طرف فرار کی راہ نہیں اور آج وہ الہام پورا ہوا جو خدا نے فرمایا تھا۔

قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے ......☆...... کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

اور واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ سے عنقریب تین نشان میرے ظاہر ہوں گے۔ (1) وہ قادیان میں تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کیلئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے اور سچی پیشگوئیوں کی اپنے قلم سے تصدیق کرنا اُن کیلئے موت ہوگی۔ (2) اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مرجائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے۔ (3) اور سب سے پہلے اس اُردو مضمون اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے عاجز رہ کر جلد تر اُن کی رُوسیاہی ثابت ہوجائے گی۔ (ایضاً صفحہ 145 تا 148)

اگر مولوی ثناء اللہ قصیدہ کی نظیر پیش نہ کریں تو تادمِ واپسیں لعنتیں اُن پر پڑتی رہیں گی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

میری طرف سے صرف دس ہزار کے انعام کا وعدہ نہیں بلکہ وہ شریر جو گالیاں دینے سے باز نہیں آتا اور ٹھٹھا کرنے سے نہیں رُکتا اور توہین کی عادت کو نہیں چھوڑتا اور ہر ایک مجلس میں میرے نشانوں سے انکار کرتا ہے اُس کو چاہئے کہ میعاد مقررہ میں اِس نشان کی نظیر پیش کرے ورنہ ہمیشہ کیلئے اور دنیا کے انقطاع تک مفصلہ ذیل لعنتیں اُس پر آسمان سے پڑتی رہیں گی۔ بالخصوص مولوی ثناء اللہ صاحب جو خود انہوں نے میری نسبت دعویٰ کیا ہے کہ اِس شخص کا کلام معجزہ نہیں ہے اُن کو ڈرنا چاہئے کہ خاموش رہ کر ان لعنتوں کے نیچے کچلے نہ جائیں اور وہ لعنتیں یہ ہیں۔

(1) لعنت۔ (2) لعنت۔ (3) لعنت۔ (4) لعنت۔ (5) لعنت۔ (6) لعنت۔ (7) لعنت۔ (8) لعنت۔ (9) لعنت۔ (10) لعنت۔ وَتِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔ (ایضاً صفحہ 149)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تریاق القلوب میں بہت درد و الحاح کیساتھ اللہ تعالیٰ سے ایک نشان مانگا تھا اور آپؑ نے فرمایا تھا کہ یہ نشان ضرور دسمبر 1902 تک ظاہر ہوگا۔ اعجازِ احمدی میں آپؑ نے فرمایا کہ یہ نشان گرچیکہ کئی رنگ میں پورا ہو چکا ہے لیکن اگر ثناء اللہ قصیدے کی مثل نہیں لائینگے تو ان کے ذریعہ بھی یہ نشان پورا ہوگا۔ اور ایسا ہی ہوا مولوی ثناء اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد ایک لمبا عرصہ زندہ رہے لیکن قصیدے کی مثل مقررہ میعاد کے اندر تو کیا پوری زندگی نہیں لا سکے البتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق مذکورہ بالا لعنتیں تادمِ واپسیں اُن پر پڑتی رہیں۔

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِسی چیلنج کا کچھ مزید تذکرہ قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔

(منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 28 - April - 2022 Issue. 17

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

رمضان کے فیض سے ہم تبھی حصہ پاسکیں گے جب ہم روزوں کے ساتھ اپنے تقویٰ کے معیار بھی بلند کرنے والے ہوں گے

رمضان کے بقیہ دنوں میں جس حد تک ممکن ہو ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ تقویٰ کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے بنیں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22/اپریل 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آجکل ہم رمضان کے مہینے سے گزر رہے ہیں اور تقریباً دو عشرے ختم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر مؤمن اس مہینے میں یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس مہینے کے فیض سے حصہ لے۔ اللہ تعالیٰ نے روزوں کی فرضیت کے حکم میں شروع میں ہی روزے کا یہ مقصد بیان فرمایا ہے کہ روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ہیں تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ پس روزوں اور رمضان کے فیض سے ہم تبھی حصہ پاسکیں گے جب ہم روزوں کے ساتھ اپنے تقویٰ کے معیار بھی بلند کرنے والے ہوں گے۔ ہر قسم کی برائیوں سے بچنے، اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔ کیا صرف نام کا روزہ رکھنا ہی ہمارے لئے کافی ہے؟ سحری اور افطاری کرنا ہی کافی ہے؟ کیا ہمارا اتنا کام ہی ہمیں روزے کی ڈھال کے پیچھے لے آئے گا کہ ہم نے سحری اور افطاری کر لی؟ نہیں بلکہ اس کے لوازمات کو بھی دیکھنا ہوگا اور بنیادی مقصد جو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے وہ یہ ہے کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ پس اگر ہم نے اپنے روزوں کو اپنے رمضان کو وہ روزے اور رمضان بنانا ہے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے ہو جس کا اجر خود اللہ تعالیٰ بنتا ہے تو ہمیں پھر اپنے روزوں کو اُس معیار پر لانا ہوگا جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے اور جس کیلئے روزے فرض کئے گئے ہیں اور وہ معیار تقویٰ ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہی رہنمائی لیں کہ تقویٰ کیا ہے اور تقویٰ کے متعلق آپؑ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات تقویٰ کے بارے میں پیش کرتا ہوں جس سے ہماری رہنمائی ہوتی ہے کہ اصل تقویٰ کیا ہے اور کس قسم کا تقویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا: اصل تقوی جس سے انسان دھویا جاتا ہے اور صاف ہوتا ہے اور جس کیلئے انبیا آتے ہیں وہ دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ پاکیزگی اور طہارت عمدہ شئے ہے۔ انسان پاک اور مطہر ہو تو فرشتے اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔ گناہوں اور برائیوں کو جب انسان کرتا ہے تو اس وقت یہ احساس ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہمیں ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ فرمایا کہ اصل جڑ اور مقصود تقویٰ ہے، جسے وہ عطا ہوئی تو سب کچھ پاسکتا ہے بغیر اس کے ممکن نہیں ہے کہ انسان صغائر اور کبائر سے بچ سکے۔ انسان اپنے آپ کو اکیلا خیال کر کے گناہ کرتا ہے ورنہ وہ کبھی نہ کرے اور جب وہ اپنے آپ کو اکیلا سمجھتا ہے تو اس وقت وہ دہریہ ہوتا ہے۔ تقوی سے سب شئے ہے۔ نماز روزہ زکوۃ وغیرہ سب اسی وقت قبول ہوتا ہے جب انسان متقی ہو۔ اس وقت خدا تمام داعی، گناہ کے اٹھا دیتا ہے۔ یعنی گناہ کی طرف بلانے والی تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے۔ بیوی کی ضرورت ہو تو بیوی دیتا ہے دوا کی ضرورت ہو تو دوا دیتا ہے جس شئے کی حاجت ہو وہ دیتا ہے اور ایسے مقام سے روزی دیتا ہے کہ اسے خبر نہیں ہوتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: میرا ایمان یہی ہے کہ اگر انسان دنیا میں ہر قسم کی ذلت اور سختی سے بچنا چاہے تو اس کیلئے ایک ہی راہ ہے کہ متقی بن جائے۔ فرمایا: تقویٰ کا اثر اسی دنیا میں متقی پر شروع ہو جاتا ہے جس طرح زہر کا اثر اور تریاق کا اثر فوراً بدن پر ہوتا ہے اسی طرح تقویٰ کا اثر بھی ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پس اگر عبادات کرنے نیکیاں بجالانے کے باوجود انسان کی حالت پر اثر نہیں پڑ رہا تو پھر قابل فکر بات ہے۔ بہت سارے لوگ سوال لکھ بھیجتے ہیں کہ کس طرح پتہ لگے کہ نیکیاں قبول ہو رہی ہیں تو پتہ اسی طرح لگے گا کہ نیکیوں کی طرف اگر توجہ زیادہ پیدا ہو رہی ہے اللہ کی طرف توجہ زیادہ پیدا ہو رہی ہے تو پھر وہ کام انسان اللہ تعالیٰ کی خاطر کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال رہا ہے۔

تقویٰ کی راہوں کی نشاندہی کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقوی کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔ سر سے پیر تک جتنے قوی اور اعضا ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضا ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محل ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے چنانچہ لباس التقوی قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقوی سے ہی پیدا ہوتی ہے اور تقوی یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تابہ مقدور کاربند ہو جائے۔

حضور انور نے فرمایا: پس جب تک حقوق اللہ اور حقوق العباد کے باریک در باریک پہلوؤں پر عمل کرنے کی انسان کوشش نہ کرے اس وقت تک تقویٰ کا معیار حاصل نہیں ہوتا۔ پس یہ بہت اہم نکتہ ہے جسے ہمیں یاد رکھنا چاہئے۔ پس حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی ضروری ہے۔

پھر ایک بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بیان فرمائی کہ متقی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور دیا جاتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں: حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہو سکتی۔ حقیقی تقوی اپنے ساتھ ایک نور رکھتی ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ اے ایمان لانے والو اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کیلئے اتقا کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے۔ یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آجائے گا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا اور تمہاری ہر ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہو گا۔ تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہوگا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ نورانی ہو جائیں گی۔ تم سراپا نور میں ہی چلو گے۔

حضور انور نے فرمایا: پس یہ وہ تقویٰ کا معیار ہے جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے جو خدا تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے چاہتے ہیں جو زمانے کے امام ہم سے چاہتے ہیں اور اس کی بار بار قرآن کریم میں تلقین کی گئی ہے اور اسکے حصول کیلئے رمضان کے مہینے میں روزوں کی فرضیت رکھی گئی ہے۔ خوش قسمت ہوں گے ہم میں سے وہ جو اس سوچ کے ساتھ کوشش کریں گے کہ یہ تقویٰ حاصل کرنے کیلئے رمضان کے بقیہ روزے ہم نے گزارنے ہیں اور یا جو گزارے ہیں اللہ تعالیٰ کرے کہ وہ اس طرح ہی گزارے ہوں اور ہم نے اپنے ہر قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ نہ محض جسم سے راضی ہوتا ہے نہ قوم سے۔ اس کی نظر ہمیشہ تقوی پر ہوتی ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔ یہ بالکل جھوٹی باتیں ہیں کہ میں سید ہوں یا مغل ہوں یا پٹھان اور شیخ ہوں۔ اگر بڑی قومیت پر فخر کرتا ہے تو یہ فخر فضول ہے۔ مرنے کے بعد سب قومیں جاتی رہتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے حضور قومیت پر کوئی نظر نہیں اور کوئی شخص محض اعلیٰ خاندان میں سے ہونے کی وجہ سے نجات نہیں پا سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو کہا تھا کہ اے فاطمہ تو اس بات پر ناز نہ کر کہ تو پیغمبر زادی ہے۔ خدا کے نزدیک قومیت کا لحاظ نہیں۔ پس جب حضرت فاطمہ کیلئے یہ حکم ہے یہ ارشاد ہے تو اور کون رہ جاتا ہے پھر۔ فرمایا کہ وہاں جو مدارج ملتے ہیں وہ تقوی کے لحاظ سے ملتے ہیں۔ یہ قومیں اور قبائل دنیا کا عرف اور انتظام ہیں۔ خدا تعالیٰ سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ خدا تعالیٰ کی محبت تقوی سے پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ ہی مدارجِ عالیہ کا باعث ہوتا ہے۔ اگر کوئی سید ہو اور وہ عیسائی ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے اور خدا کے احکام کی بیحرمتی کرے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو آلِ رسول ہونے کی وجہ سے نجات دے دے گا اور وہ بہشت میں داخل ہو جائے گا۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو سچا دین جو نجات کا باعث ہے اسلام ہے۔ اگر کوئی عیسائی ہو جاوے یا یہودی ہو جائے یا آریہ ہو جائے وہ خدا کے نزدیک عزت پانے کے لائق نہیں۔ خدا تعالیٰ نے ذاتوں اور قوموں کو اڑا دیا ہے۔ یہ دنیا کے انتظام اور عرف کیلئے قبائل ہیں مگر ہم نے خوب غور کر لیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور جو مدارج ملتے ہیں ان کا اصل باعث تقوی ہی ہے۔ جو متقی ہے وہ جنت میں جائے گا۔ خدا تعالیٰ اس کے لیے فیصلہ کر چکا ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک معزز متقی ہی ہے۔ پھر یہ جو فرمایا اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ کہ اعمال اور دعائیں متقیوں کی قبول ہوتی ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ من السیدین۔ پھر متقی کے لیے تو فرمایا وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ یعنی متقی کو ہر تنگی سے نجات ملتی ہے۔ اس کو ایسی جگہ سے رزق دیا جاتا ہے کہ اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ اب بتاؤ کہ یہ وعدہ سیدوں سے ہوا ہے یا متقیوں سے۔ اور پھر یہ فرمایا ہے کہ متقی ہی اللہ تعالیٰ کے ولی ہوتے ہیں۔ یہ وعدہ بھی سیدوں سے نہیں ہے۔ ولایت سے بڑھ کر اور کیا رتبہ ہوگا۔ یہ بھی متقی ہی کو ملا ہے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا: مختلف زاویوں سے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں نصائح فرمائی ہیں وہ بعض حوالے میں نے پیش کئے ہیں تا کہ ہمیں تقویٰ کے مطلب اور اس کی گہرائی کا بھی علم ہو اور ہم جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے آپ کی جماعت میں شامل ہو کر تقویٰ کی حقیقی روح کو سمجھتے ہوئے اس پر چلنے والے بھی ہوں۔ رمضان کے بقیہ دنوں میں جس حد تک ممکن ہو ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ تقویٰ کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad